تحریکِ منہاج القرآن

دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

احیائے اسلام اور امنِ عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

دسمبر 2019ء

36 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس

قرآن اور ادب و تعظیمِ نبوی ﷺ کے موضوع پر

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خطاب

محبتِ اولیاء اتباع اور استقامت سے مشروط ہے

سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے افکار کی روشنی میں

معاشرتی اصلاح کیونکر ممکن ہے؟

"Science, reason and religion"

منہاج یونیورسٹی لاہور کے زیرِ اہتمام بین الاقوامی کانفرنس

"مذہب سائنس سے جدا نہیں"

امریکا، برطانیہ، سکاٹ لینڈ، نائیجیریا، آسٹریلیا، سری لنکا کے سکالرز کی خصوصی شرکت

36ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضان نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

زیر نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

جلد: 33 ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ / دسمبر 2019ء
شمارہ: 12

چیف ایڈیٹر نور اللہ صدیقی

ایڈیٹر محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر محبوب حسین

حسن ترتیب

(اداریہ) پاکستان عوامی تحریک کا اعلیٰ سطحی اجلاس اور آئندہ کا لائحہ عمل	چیف ایڈیٹر	3
القرآن: محبتِ اولیاء اتباع اور استقامت سے مشروط ہے	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
الفقہ: مزارات پر پھول چڑھانے اور چراغاں کرنے کا حکم	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	12
معاشرتی اصلاح اور حضور سیدنا غوث الاعظمؓ	پروفیسر محمد الیاس اعظمی	15
36 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس 2019ء	رپورٹ: محبوب حسین	19
شیخ الاسلام کی نئی کتب کا تعارف	محمد فاروق رانا	25
قائداعظم کا تصورِ پاکستان	محبوب حسین	28
منہاج یونیورسٹی کے زیر اہتمام عالمی کانفرنس	رپورٹ	32
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ یونان	رپورٹ: جی ایم ملک	35
موضوعاتی اشاریہ ماہنامہ منہاج القرآن 2019ء		37

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی، محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر محمد اشفاق انجم گرافکس عبدالسلام
خطاطی محمد اکرم قادری عکاسی قاضی محمود الاسلام

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبر شپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ وریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

اختتامِ سال پر دعائیہ نظم

خالقِ روز و شب مالکِ انس و جاں
میرے مشکل کُشا
رزق کیڑے کو پتھر میں بھی دینے والے خدا
میری آواز سُن!
اس گزرتے ہوئے سال کی آخری ساعتوں میں
تیرے محبوبؐ کا ایک ادنیٰ سا شاعر
اپنی ناکامیوں کے کفن میں بدن کو سجائے ہوئے
اپنے اندر کے انساں سے نظریں چرائے ہوئے
اپنے بچوں سے آنسو چھپائے ہوئے
ڈوبتی ساعتوں کو گلے سے لگائے ہوئے
اپنے بچوں کی محرومیاں گن رہا ہے
اپنے خوابوں کے ریزے سرِ رہگذر چن رہا ہے
اس گزرتے ہوئے سال کی آخری ساعتوں میں
تیرے محبوبؐ کا ایک ادنیٰ سا شاعر
اس اداسی کے جنگل میں تنہا کھڑا ہے
جیسے امید ٹوٹے ستاروں کے ملبے کے نیچے ابھی سو رہی ہے
مگر ان گزرتے ہوئے سال میں بھی
فصیلِ شعور و قلم پر ثنائے نبیؐ کے علم کھُل رہے ہیں
فصیلِ شعور و قلم اُنؐ کی دہلیز پر جھک رہی ہے
مجھے اپنی ناکامیوں کا کوئی دکھ نہیں ہے
خالقِ روز و شب مالکِ انس و جاں
میرے مشکل کشا ہے یہی التجا
پھول ہونٹوں پہ اگلے برس بھی ثنا کے مہکتے رہیں
میری سانسوں میں اسمِ نبیؐ سے چراغاں رہے
گنبدِ سبز دن رات اشکوں میں یوں ہی چھلکتا رہے
خالقِ روز و شب مالکِ انس و جاں
میرے مشکل کشا یا خدا، یا خدا

(ریاض حسین چودھری)

آمدِ مصطفیٰ ﷺ مرحبا مرحبا

نگاہوں میں مری روضے کا ہو منظر دمِ آخر
زباں پر ہو درود اُنؐ پر سلام اُنؐ پر دمِ آخر

تلاوت ہو رہی ہو سورۂ یٰسیں کی محفل میں
رسولِ پاکؐ کے در پر رکھا ہو سر دمِ آخر

وہاں پر پھر سجاؤں مَیں درود و نعت کی محفل
کوئی ایسا مدینے میں ہو میرا گھر دمِ آخر

رہوں قدمین میں مَیں محوِ گریہ شرمساری میں
رہے دامانِ دل، آنکھیں بھی میری تر دمِ آخر

پلا دینا مجھے جی بھر کے عشقِ مصطفیٰؐ ساقی
پلا دینا زیارت کا کوئی ساغر دمِ آخر

نشے میں جھومتا چلنے لگوں مَیں قبر کی جانب
وہاں جا کر کروں گل پاشیاں اُنؐ پر دمِ آخر

اتر جاؤں مَیں اپنی قبر میں صلِّ علیٰ پڑھتے
درِ اقدس کا لے کر لمس ماتھے پر دمِ آخر

عزیزؔ آنکھوں میں یہ منظر لیے آخر مَیں سو جاؤں
ہوں بیٹھا اُنؐ کے قدموں میں سرِ محشر دمِ آخر

(شیخ عبدالعزیز دباغ)

اداریہ

پاکستان عوامی تحریک کا اعلیٰ سطحی اجلاس اور آئندہ کا لائحہ عمل

قائد تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی عملی سیاست سے ریٹائرمنٹ کے اعلان کے بعد پاکستان عوامی تحریک کا پہلا اعلیٰ سطحی اجلاس 12 نومبر 2019ء کو مرکزی سیکرٹریٹ پر منعقد ہوا۔ اجلاس میں سنٹرل کور کمیٹی کے ممبران، چاروں صوبوں سے تعلق رکھنے والے مرکزی، صوبائی، ضلعی عہدیدار شریک ہوئے۔ اجلاس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی طرف سے سیاسی نظام کی اصلاحات کے لیے بروئے کار لائی جانے والی تین دہائیوں پر مشتمل قومی خدمات پر انہیں ایک قرارداد کے ذریعے زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ قرارداد پاکستان عوامی تحریک کے سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈاپور نے قومی میڈیا کے روبرو پیش کی جس کی شرکائے اجلاس نے زبردست انداز میں تائید وحمایت کی۔ اجلاس میں اس بات کا فخریہ اظہار کیا گیا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے وطنِ عزیز میں حقیقی جمہوریت کے قیام اور فروغ کے لیے سب سے پہلے نظامِ انتخاب کی اصلاح کے لیے عملی جدوجہد کا آغاز کیا اور جنوری 2013ء میں پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا لانگ مارچ کیا اور پوری قوم کو باور کروایا کہ اگر پاکستان کے غریب، مزدور، کسان، کلرک، مڈل کلاس کے افراد، خواتین، معذور، نوجوان آئین کے مطابق حقوق چاہتے ہیں تو وہ باکردار اور تعلیم یافتہ نمائندے منتخب کریں اور ان نمائندوں کے انتخاب کے لیے انہوں نے الیکشن کمیشن کی آئین کے تحت تشکیل نو کا مطالبہ کیا اور اس ضمن میں کچھ رہنما اصول وضوابط پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب بھی دی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے صادق اور امین نمائندوں کے انتخاب کے لیے آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کو اس کی روح کے مطابق نافذ کرنے کا مطالبہ کیا اور اس ضمن میں اس وقت کی حکومت نے باقاعدہ تحریری معاہدہ بھی کیا لیکن اس معاہدے پر بوجوہ عملدرآمد نہ ہوسکا۔ تاہم پوری قوم کو علم ہوگیا کہ کس طریقے سے انجینئرڈ اور ریموٹ کنٹرول انتخابی ڈھونگ کے ذریعے ان کے ووٹ پر شب خون مارا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ تین دہائیوں پر مشتمل سیاسی جدوجہد کے ذریعے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے عوامی سطح پر آئین فہمی کے ضمن میں ملک گیر بیداری شعور مہم چلائی اور پہلی بار کسی لیڈر نے اپنی قوم کو بتایا کہ آئین کے ابتدائی 40 آرٹیکل بنیادی حقوق سے متعلق ہیں اور یہ آرٹیکل ازبر کروائے گئے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری نے قوم کو شعور دیا کہ اپنے نمائندوں کے کردار پر نظر رکھیں اور اپنے حقوق کی بازیابی کے لیے ان سے بازپرس کریں۔ اسی طرح انہوں نے احتساب، کرپشن کے خاتمے اور قانون کی حکمرانی کے لیے طویل ترین جدوجہد کی اور اس جدوجہد کے دوران سانحہ ماڈل ٹاؤن بھی آیا جو پاکستان کی سیاسی تاریخ کا ایثار اور قربانی کے ضمن میں ایک قابلِ ذکر اور قابلِ توجہ باب ہے۔ یہ امر بھی ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا ہے کہ سیاسی مخالفین شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری سے اختلاف رکھنے کے باوجود ان کی طرف سے نظام کی اصلاح کے لیے اختیار کیے گئے موقف سے اتفاق کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں۔

چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے عوامی تحریک کے اجلاس کے دوسرے سیشن میں خصوصی شرکت کی اور شرکائے اجلاس کو انتہائی فکر انگیز خطاب سے نوازا۔ ان کی گفتگو کا لبِ لباب یہ تھا کہ تحریک منہاج القرآن نے تعلیم وتحقیق، خدمتِ خلق اور مصطفوی انقلاب کے لیے جتنے فورمز بھی تشکیل دیئے ان کا مقصد دنیاوی نمود ونمائش اور فوائد کا حصول نہیں بلکہ ان فورمز کی تشکیل کا مقصد امتِ محمدیہ ﷺ کی بہتری، مضبوطی، عہدِ رفتہ کی شان کی بحالی اور حضور نبی اکرم ﷺ کی تابعداری اور اللہ کی خوشنودی کا حصول ہے۔ انہوں نے پاکستان عوامی تحریک کی سپریم کونسل اور مرکزی وصوبائی عہدیداروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مقاصد پر

ثابت قدم رہیں، انقلابی جدوجہد کے دوران بہت سارے نشیب و فراز آتے ہیں، سالارِ کارواں حکمت اور بصیرت کے مطابق آگے بڑھتا رہتا ہے۔ مصطفوی انقلاب کی جدوجہد میں شعب ابی طالب کی گھاٹی بھی آتی ہے اور غارِ ثور کی تاریکی بھی آتی ہے۔ مصطفوی انقلاب کے مراحل میں قافلوں کے آگے بڑھنے کے احکام بھی آتے ہیں اور ٹھہر جانے کے مقام بھی آتے ہیں۔ مصطفوی انقلاب کی جدوجہد میں قافلوں کا چلنا اور رکنا انقلابی جدوجہد کا حصہ ہوتا ہے۔ صبر، شکر، توکل مصطفوی انقلاب کے سفر کا زادِ راہ ہے۔

پاکستان عوامی تحریک کے اعلیٰ سطحی اجلاس میں سپریم کونسل کے ممبران کے ناموں کا اعلان بھی کیا گیا۔ جن میں قاضی زاہد حسین، بشارت جسپال، فیاض وڑائچ، وڈیرہ سلطان الدین شاہوانی، نوراللہ صدیقی، عارف چودھری، ظفر اقبال، خالد درانی، سردار منصور خان، قاضی شفیق اور میاں ریحان مقبول شامل ہیں۔ خرم نواز گنڈاپور نے سپریم کونسل کے ممبران کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ بوقتِ ضرورت کونسل میں توسیع بھی کی جا سکتی ہے۔ پاکستان عوامی تحریک کے اعلیٰ سطحی پہلے اجلاس میں بلدیاتی انتخابات میں بھرپور حصہ لینے اور تنظیم سازی، رکنیت سازی مہمات شروع کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ اجلاس میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کی گئی اور اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ مکمل انصاف تک جدوجہد جاری رکھی جائے گی۔ شرکائے اجلاس نے پہاڑ جیسا حوصلہ رکھنے والے شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کو بھی خراج تحسین پیش کیا کہ جنہوں نے مشکل ترین حالات میں بھی حصولِ انصاف کے لیے ظالموں کا مقابلہ کیا اور انصاف مانگنے کی قانونی چارہ جوئی سے پیچھے ہٹ جانے کے لیے کی جانے والی ہر پیشکش کو پاؤں کی ٹھوکر سے اڑا دیا۔

خرم نواز گنڈاپور نے اجلاس کے آغاز میں قومی میڈیا سے بھی خصوصی گفتگو کی اور اہم نکات پر روشنی ڈالی۔ ان کا موقف تھا کہ ایک طاقتور سزا یافتہ شخص کی بیماری، اس کے دل کی دھڑکنوں اور پلیٹ لیٹس کی روزانہ کی بنیاد پر گنتی کی جاتی ہے جبکہ دوسری طرف سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ایک اسیر ہمایوں بشیر جنہیں گردوں کا عارضہ لاحق تھا اور اس کے ڈائیلسز ہو رہے تھے، اس کے علاج، معالجہ کے لیے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اعلیٰ عدلیہ کو درخواست دی گئی مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی، یہاں تک کہ ہمایوں بشیر اپنی بیماری سے لڑتے لڑتے خالقِ حقیقی سے جا ملا۔ ضمانت ملنا دور کی بات اس کی موت کے دن تک اس کی درخواست سماعت کے لیے بھی مقرر نہ ہو سکی۔ خرم نواز گنڈاپور نے کہا کہ ایک پاکستان میں دو نظام چل رہے ہیں، امیر اور غریب کے لیے الگ الگ قانونی سلوک ہوں گے تو پھر سوسائٹی میں انتشار، تشدد اور بے یقینی فروغ پاتی رہے گی۔

خرم نواز گنڈاپور نے اس عزم کا اظہار کیا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے آئین و قانون کی حکمرانی، کمزوروں کے حقوق کے تحفظ اور نظام کی اصلاح کے لیے جو ویژن دیا ہے، پاکستان عوامی تحریک اسی ویژن اور مشن کے مطابق اپنا سیاسی کردار ادا کرتی رہے گی۔ انہوں نے اپنی پریس کانفرنس کے دوران یہ اہم بات بھی کی کہ ہم تحریکِ انصاف کی موجودہ حکومت کے کسی بھی سطح پر اتحادی نہیں ہیں تاہم اگر تحریکِ انصاف کی حکومت ادارہ جاتی اصلاحات، کرپشن کے خاتمے اور بلاتفریق احتساب کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہو گی تو ہم ان کی اخلاقی اور سیاسی مدد کریں گے۔ خرم نواز گنڈاپور نے سپریم کونسل کے ممبران کے ہمراہ کی جانے والی پریس کانفرنس میں اس بات کا شکوہ بھی کیا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے انصاف کے لیے ہم جہاں پہلے دن کھڑے تھے، وہیں آج کھڑے ہیں۔ حکومت تو بدل گئی مگر ظالمانہ رویے نہیں بدلے۔ سپریم کونسل کے جملہ ممبران نے اس عزم کا اظہار کیا کہ پاکستان عوامی تحریک ایک نظریاتی، انقلابی جماعت ہے۔ پاکستان عوامی تحریک نے نظام کے خلاف سینہ سپر ہوتے ہوئے جانوں کے نذرانے بھی پیش کیے مگر اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا، آئندہ بھی ظلم کے خلاف ڈٹے رہیں گے اور انقلاب کے لیے جدوجہد جاری رکھیں گے۔ پاکستان عوامی تحریک کے اعلیٰ سطحی اجلاس میں مینار پاکستان پر منعقدہ 36ویں عالمی میلاد کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور تحریک کے جملہ ذمہ داران اور شرکائے عالمی میلاد کانفرنس کو صمیم قلب سے مبارکباد پیش کی گئی۔ (چیف ایڈیٹر نوراللہ صدیقی)

القرآن

ایمانی زندگی میں عقیدہ کی واضحیت ناگزیر ہے

”محبتِ اولیاء اتباع اور استقامت سے مشروط ہے“

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب وتدوین: محمد یوسف منہاجین

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ط ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ط مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ج وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (الکهف، ۱۸: ۱۷)

”اور آپ دیکھتے ہیں جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے دائیں جانب ہٹ جاتا ہے اور جب غروب ہونے لگتا ہے تو ان سے بائیں جانب کترا جاتا ہے اور وہ اس غار کے کشادہ میدان میں (لیٹے) ہیں، یہ (سورج کا اپنے راستے کو بدل لینا) اللہ کی (قدرت کی بڑی) نشانیوں میں سے ہے، جسے اللہ ہدایت فرمادے سو وہی ہدایت یافتہ ہے، اور جسے وہ گمراہ ٹھہرا دے تو آپ اس کے لیے کوئی ولی مرشد (یعنی راہ دکھانے والا مددگار) نہیں پائیں گے“۔

عام طور پر ہم اپنے عقیدہ، نظریہ اور سوچ کے حوالے سے دو طرح کے رویوں کا شکار ہیں:

۱۔ عقیدہ وتصور کی واضحیت نہیں ہے

۲۔ عقیدہ وتصور پر قرآن سے دلائل پیش نہ کرنا

ان دو امور کی بناء پر کئی طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ذیل میں ان دونوں امور کی وضاحت درج کی جارہی ہے:

۱۔ عقیدہ وتصور کی واضحیت کا ہونا ناگزیر ہے

بعض اوقات دین کے کسی موضوع، مسئلہ یا ایشو پر بعض لوگوں کا خیال، Concept اور تصور Clear (واضح) نہیں ہوتا۔ ان ہی تصورات میں سے ایک تصور ولایت کا بھی ہے۔ کچھ لوگوں کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ ولایت کسے کہتے ہیں؟ اولیاء کون ہوتے ہیں؟ تصوف کیا ہے؟ کرامات کیا ہیں؟ ان تصورات کی واضحیت نہ ہونے کی بناء پر جب بھی وہ اس حوالے سے کوئی بات کرتے ہیں تو ذہنی الجھاؤ اور ابہام کا شکار ہونے کی وجہ سے ولایت کے بارے میں بھی مبہم تصورات بیان کرتے ہیں جس سے غلط خیالات اور تصورات جنم لیتے ہیں اور غلط عقائد وجود میں آتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی لوگ قرآن وحدیث سے مستقل دلائل نہ ہونے کی صورت میں ان عقائدِ صحیحہ کے بارے میں بھی غلط فہمیوں کا شکار ہوجاتے ہیں یہاں تک کہ ان عقائد کو ماننے والے اور ان پر عمل کرنے والے بھی تذبذب کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ان لوگوں کا واسطہ اگر دوسرے عقیدے کے کسی پڑھے لکھے بندے سے ہوجائے اور وہ قرآن و حدیث سے اپنا کیس ان کے سامنے رکھ دے تو ایسے لوگوں کا عقیدہ بہت جلد خراب ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ہمیشہ Concept واضح ہونا چاہئے کہ یہ خیال، تصور، عقیدہ، نظریہ حقیقت میں کیا ہے۔

۲۔ قرآن وسنت سے دلائل کی ضرورت و اہمیت

اسی طرح بعض اوقات Concept تو Clear ہوتا ہے اور درست بات کہتے ہیں مگر درست بات کی دلیل نہایت کمزور دیتے ہیں جس سے مقدمہ ہار جاتے ہیں۔ وکلاء عدالتوں میں کیس لڑتے ہیں، دلائل دیتے ہیں، ایک وکیل کیس جیتتا ہے

☆ (CD#:Gf-34)، (مانچسٹر، برطانیہ) (بتاریخ: 2 اگست 2009ء)

اور دوسرا ہارتا ہے، اب کیس جیت جانا اس بات کی دلیل نہیں کہ اس کا دعویٰ واقعی درست بھی ہے۔ جیت جانا اس کی مہارت کی دلیل ہے، دعویٰ سچا ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ یہ اُس کا فن، ہنر اور پروفیشنل ازم ہے کہ اس نے شاندار طریقے سے پورے کیس کو پیش کیا۔ پوزیشن تیار کی، بہترین Evidence لایا، بے شک دلائل وثبوت گھڑ کر ہی لایا ہو مگر اس نے اچھے طریقے سے عدالت کی فائل کو بھر دیا، شہادتیں دیں، شاندار فن کے ساتھ دوسرے کے گواہوں کا cross examination کیا، ان کی غلطیاں اور contradictions نکالے۔ اس نے مہارت کا مظاہرہ کرکے جج کے ہاتھ باندھ دیئے۔ جج نے تو فیصلہ لازمی بات ہے کہ دلائل اور گواہوں کے مطابق دینا ہوتا ہے، ذاتی علم کے مطابق وہ فیصلہ نہیں دے سکتا۔ وکیل جو دلائل اس کو دیتا ہے، وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ سچا مؤقف رکھنے والے کمزوریوں کی وجہ سے مقدمہ ہار جاتے ہیں اور جھوٹا دعویٰ کرنے والے مقدمہ جیت جاتے ہیں۔

سمجھانا یہ مقصود ہے کہ بعض اوقات کیس اور مقدمہ درست ہوتا ہے، مؤقف درست ہے مگر پیش کرنے والوں نے اس کو پیش بڑے کمزور انداز کے ساتھ کیا، دلائل طاقتور نہیں دیئے اور مضبوط گواہی پیش نہیں کی۔ یہی حال ہمارا اپنے عقائد اور دینی تصورات کے حوالے سے ہے۔ جب مقدمہ دین، دینی علم اور دین کے کسی ایک موضوع کا ہو تو اس مقدمے میں سب سے مضبوط گواہ قرآن و حدیث ہوتے ہیں۔ اگر قرآن اور حدیث کی گواہی پیش کردی جائے تو کوئی وکیل اس کو رد نہیں کرسکتا۔ مگر ہوتا کیا ہے کہ ہم ناقابلِ تردید گواہی پیش نہیں کرتے اور دیگر کتابوں کے حوالے پیش کرتے رہتے ہیں۔

مثلاً: عقائد اور دینی تصورات پر دلیل کے طور پر میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پیش کر دیا۔ اب میاں محمد بخشؒ کا کلام سننے سے ذوق تو پیدا ہوتا ہے، میں خود ذوق سے سنتا ہوں، یہ کلام سننا برا نہیں ہے مگر میں نکتہ یہ سمجھا رہا ہوں کہ اس سے کوئی شرعی مسئلہ تو ثابت نہیں ہوتا۔ جس مسئلہ کو آپ دلیل سے سمجھانا چاہتے ہیں، وہ شرعی مسئلہ کلام سے حل نہیں ہوگا، ہاں، ایک ذوق اور سرور تو اس سے پیدا ہوسکتا ہے۔

اسی طرح تصوف، ولایت، شانِ اولیاء اور شانِ غوث الاعظمؓ کو بیان کرتے ہوئے دیگر کتابوں کے حوالے دے دیئے کہ ہمارے فلاں بزرگوں نے یہ کہہ دیا، کرامتیں بیان کردیں، یہ سارا کچھ کردیا مگر قرآن و حدیث، ائمہ سلف صالحین، محدّثین، فقہاء اور ائمہ علم جو اتھارٹی ہیں، ان میں سے کسی ایک کی بھی دلیل نہیں دی، جب اتھارٹیز کا ریفرنس نہیں دیا، دلائل کی بنیاد قرآن و حدیث پر نہیں رکھی تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ آدمی جب غلط عقیدہ کے حامل کسی دوسرے آدمی کو سنے گا جو قرآن و حدیث پیش کرتا ہے، اس کا اطلاق بے شک غلط ہو، اس آیت و حدیث کا جوڑ اس مسئلہ سے بنے یا نہ بنے، وہ آیات اور دو چار احادیث پڑھ دے گا، اب سننے والے کو نہ آیات کی سمجھ اور نہ حدیث کی سمجھ، اس نے تو اس سے ہی متاثر ہوجانا ہے کہ یہ تو قرآن و حدیث کی بات کر رہا ہے۔ وہ ان آیات و احادیث کا مسئلہ اور موضوع سے متعلقہ ہونا یا غیر متعلقہ ہونا نہیں دیکھے گا۔ وہ اس کی غلط تفسیر، تشریح کو نہیں دیکھے گا، اس لیے کہ وہ تو عام سطح کا آدمی ہے، وہ دین کو اتنی گہرائی سے جانتا ہی نہیں، وہ تو قرآن و حدیث سن کر اور انہیں متعلقہ مسائل کے قوی دلائل کے طور پر جان کر متاثر ہوجائے گا۔ یعنی جب دوسرا آدمی قرآن و حدیث کو استعمال کرتا ہے، غلط شرح کرتا ہے، ان کا غلط اطلاق کرتا ہے تو وہ آج کی نوجوان نسل اور پڑھے لکھے طبقے کے سامنے مقدمہ جیت جاتا ہے۔

آج اہلِ سنت کے مقدمہ ہارنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگوں نے قرآن و حدیث سے استشہاد پیش کرنا اور قران و حدیث کو بطور گواہ پیش کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ہم نچلی سطح کے کمزور دلائل اور شہادتیں دیتے ہیں جبکہ دوسرے طبقات نے مؤقف اور دعویٰ غلط ہونے کے باوجود گواہ مضبوط پکڑ لئے، خواہ گواہی اس مسئلہ کے ساتھ مطابقت رکھے یا نہ رکھے مگر وہ مقدمہ جیتتے ہیں اور ہم نے اپنا تعلق قرآن وسنت کے دلائل سے نہ رکھنے کی وجہ سے اپنا سچا اور حق پر مبنی مقدمہ کمزور کر لیا۔

یہی وجہ ہے کہ میں اپنی تصنیف و تالیف، تدریس اور خطابات ہر سہ امور میں کتاب و سنت اور امہات الکتب سے حوالے پیش کرتا ہوں۔ اس طرح میں نے علمی کلچر میں تبدیلی کی

عاجزانہ کوشش کی ہے۔ میں اس نظریہ کا قائل ہوں کہ تقریر خالی تقریر نہ رہے۔ خالی تقریر کا کوئی فائدہ نہیں۔شاندار تقریر سنی، واہ واہ کیا، حظ لیا اور چلے گئے۔ راستے میں جاتے ہوئے کہتے گئے کہ ''کیا کمال کر دیا، واہ واہ، ایسا آج تک سنا ہی نہیں''۔ اس کے بعد اپنے کام دھندے میں مصروف ہوگئے اور کچھ یاد نہ رہا کہ کیا سنا تھا۔ تقریر یاد اس لیے نہ رہی کیونکہ اس میں کچھ تھا ہی نہیں۔ یاد رکھیں لفاظی، الفاظ کی گردان، محض مسجع و مقفع کلام اور جملوں سے عقیدے کی حفاظت نہیں ہوتی اور آنے والے چیلنجز کا مقابلہ اور صحیح عقیدے کا دفاع خالی تقریر سے نہیں ہوتا۔ میں نے روایتی کلچر کو تبدیل کیا ہے۔ تقریر، تدریس اور تحقیق ان تینوں گوشوں میں کتاب وسنت کے حقائق اور امہات الکتب کے مدلل حوالے جات موجود ہوں تاکہ بات سننے اور پڑھنے والے کے لیے ہمیشہ کے لیے قابلِ عمل اور اس کی زندگی کے لیے کافی اور وافی رہے۔

اس کے لیے ہمیں اپنی طبیعتوں میں سنجیدگی پیدا کرنا ہوگی۔ اگلی نسلوں کے ایمان اور عقیدے کی حفاظت کی خاطر علم کے کلچر کی طرف لوٹنا ہوگا۔

اصحاب کہف کے واقعہ سے ولایت اور کرامت کا اثبات

ولایت، تصورِ اولیاء اور کرامات کے حوالے سے چونکہ قرآن وسنت کے دلائل سے چیزیں ثابت نہیں کی جاتیں لہٰذا آج کل یہ رجحان ہوگیا ہے کہ کوئی کرامات بیان کرے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ قصے کہانیاں ہیں، من گھڑت ہیں، غلط باتیں ہیں، ان کرامات کا قرآن و حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ پیروں اور مولویوں نے قصے بنا رکھے ہیں۔ آیئے! کرامات، ولایت اور شانِ اولیاء کے مقدمہ کا قرآن و حدیث کی روشنی میں مطالعہ کرتے ہیں:

اصحابِ کہف کا واقعہ ولایت و کرامات کے اثبات میں ایک واضح دلیل ہے۔ اس واقعہ میں اللہ رب العزت نے ولایت اور اولیاء کی شان کے کئی پہلوؤں کو بیان فرمایا ہے۔ اس واقعہ کا مختصر پسِ منظر یہ ہے کہ اصحابِ کہف ایک ظالم بادشاہ کے ظلم سے بچنے اور اپنے ایمان کو بچانے کے لیے ایک غار میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ وہ آرام کرنے کے وہاں لیٹے تو اللہ تعالیٰ نے ۳۰۹ سال تک اُن پر نیند طاری کردی۔ جس غار میں انہوں نے پناہ لی، اس کا دہانہ (دروازہ) کھلا ہوا تھا۔ اس غار کی Location (وقوع) کچھ اس طرح تھی کہ سورج جب مشرق سے طلوع ہوتا تو تب بھی روشنی اس غار میں پڑتی اور جب مغرب میں غروب ہوتا تو تب بھی سورج کی دھوپ غار میں پڑتی تھی۔ اس پسِ منظر اور صورتِ حال کے تناظر میں رب کائنات نے اپنے اِن اولیاء وصلحاء بندوں کے لیے کیا اہتمام فرمایا، اس حوالے سے شانِ اولیاء کا اظہار درج ذیل پہلوؤں سے سامنے آتا ہے:

۱۔ سورج کا اپنا اصل راستہ بدلنا

اللہ رب العزت شانِ اولیاء کے اظہار کے حوالے سے پہلا اہتمام یہ فرمایا کہ:

وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ. (الکهف، ۱۸: ۱۷)

''اور آپ دیکھتے ہیں جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے دائیں جانب ہٹ جاتا ہے اور جب غروب ہونے لگتا ہے تو ان سے بائیں جانب کترا جاتا ہے اور وہ اس غار کے کشادہ میدان میں (لیٹے) ہیں، یہ (سورج کا اپنے راستے کو بدل لینا) اللہ کی (قدرت کی بڑی) نشانیوں میں سے ہے''۔

یعنی سورج طلوع اور غروب کے وقت اپنی اصل راہ پر چلنے کی بجائے دائیں اور بائیں جانب جھک جاتا تھا اور اپنا راستہ چھوڑ دیتا تھا۔ قرآن واضح بیان کررہا ہے کہ وہ اصحاب چونکہ غار کے کھلے میدان میں پڑے تھے، اس وجہ سے تین صدیوں تک اللہ کی طرف سے سورج کو حکم دے دیا گیا کہ تمہارا طلوع وغروب اپنا اصل راستہ چھوڑ کر ہونا چاہئے، تاکہ اس غار میں لیٹے ہوئے میرے اولیاء اور میرے دوستوں کے جسموں کو تکلیف نہ ہو اور انہیں تپش نہ پہنچے۔

بعض ذہنوں میں خیال آتا ہے کہ یہ کوئی کرامت نہ تھی، شاید سورج کا راستہ اور سمت ہی ایسا ہو کہ طلوع کے وقت خود بخود دائیں طرف جھک جاتا ہو اور غروب کے وقت بائیں جانب جھک جاتا ہو۔ لہٰذا سورج ۳۰۹ سال تک راستہ سے ان کی خاطر نہیں ہٹتا رہا، بلکہ اس کا راستہ ہی یہی تھا۔

یہ سوچنا غلط ہے۔ اس لیے کہ یہ بیانِ کرامت ہے۔ اگر یہ معمول (Routine) کی بات ہوتی تو اس بات کا تذکرہ ہی نہ

کیا جاتا۔ یہ معمول سے ہٹ کر واقعہ تھا، اسی لیے اس کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں فرمایا:

ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللهِ یعنی سورج کا طلوع کے وقت دائیں طرف جھکنا اور غروب کے وقت بائیں طرف جھک جانے کا تین صدیوں پر محیط یہ عمل اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اگر سورج کا اصل راستہ یہی تھا تو قرآن اسے اللہ کی نشانی قرار نہ دیتا۔ اگر یہ معمول کا عمل تھا تو قرآن مجید کی آیت میں ان الفاظ کے وارد کرنے کا کوئی جواز نہیں رہتا۔

یاد رکھ لیں! نشانی اُسی وقت کسی چیز کو کہا جاتا ہے جب کوئی کام اس کے فطری طریقہ سے ہٹ کر ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: یہ اللہ کی نشانی ہے۔۔۔ صالح علیہ السلام کی اونٹنی پتھر میں سے نکلی، اللہ رب العزت نے فرمایا: یہ اللہ کی نشانی ہے۔۔۔ حضرت مریم علیہا السلام کو بے موسم پھل ملے، یہ اللہ کی نشانی بنی۔ پس ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰه (اللہ کی نشانیوں میں سے نشانی) یہ جملہ صرف اسی وقت قرآن مجید میں وارد ہوتا ہے جب کوئی چیز اپنی اصل ڈگر اور فطری طریقے سے ہٹ کر ہو۔ جب تک کوئی چیز معمول کے عمل (Routine Work) سے ہٹ کر خوارقِ عادت نہ ہو اس وقت تک قرآن مجید میں اس کو اٰیَةٌ یا مِنْ اٰیٰتِ الله نہیں کہا جاتا، یہ قرآن مجید کا اصول ہے۔

اللہ رب العزت نے جب ۳۰۹ سال تک طلوع کے وقت سورج کے دائیں طرف ہٹنے اور غروب کے وقت بائیں طرف ہٹ کر گزرنے کو اپنی خاص نشانی قرار دیا تو یہ نشانی اللہ نے اپنے ان سات اولیاء کے لئے مقرر فرمائی۔ پس یہ آیتِ مبارکہ شانِ اولیاء پر دلیل ہے۔ ائمہ تفسیر نے بھی یہی بات کہی ہے کہ سورج طلوع و غروب کے وقت اصل راستے سے ایک طرف جھک جاتا تاکہ اس کی شعاعیں ان اصحاب کے جسموں پر نہ پڑیں۔ امام نسفی فرماتے ہیں:

ایسا اس لیے ہوتا کہ اَنَّهُم فِی ظِلِّ نِهَارِهِمْ ''وہ عین دن کی روشنی میں پڑے ہوئے تھے''۔ اگر اللہ تعالیٰ سورج کا راستہ بدلنے کا اہتمام نہ کرتا تو انہیں سورج کے طلوع اور غروب کے وقت تکلیف ہوتی اور پھر کہا:

لَا تُصِیْبُهُمْ اِخْتِصَاصًا لَهُمْ بِالْكَرَامَةِ.

''یہ چیز صرف اور صرف ان کو اس وجہ سے ملی کہ اللہ رب العزت نے ان کے لئے کرامت کے ظہور کا اختصاص کیا''۔

۲۔ ہدایت کے لیے ولی اور مرشد کی ناگزیریت

اسی آیت مبارکہ کے دوسرے حصے میں بھی شانِ اولیاء ہی کے حوالے سے بیان کیا گیا۔ ارشاد فرمایا:

مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ

''جسے اللہ ہدایت دینا چاہے گا، اُسی کو ہدایت ملتی ہے''۔

آیت کے دونوں حصوں کا ربط یہ ہے کہ سورج کا دائیں بائیں ہوکر گزرنا بے شک اللہ کی عظیم نشانی تھی مگر اس نشانی کے بیان سے ہدایت وہی لوگ لیں گے جن کو اللہ ہدایت دینا چاہے گا اور جن کے مقدر میں ہدایت نہیں ہوگی، وہ اس سے راہِ راست پر نہیں آئیں گے۔ مزید فرمایا:

وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا

''اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ ٹھہرا دے تو آپ اس کے لیے کوئی ولی مُرشد (یعنی راہ دکھانے والا مددگار) نہیں پائیں گے''۔

یہاں قرآن مجید نے لفظ وَلِی اور مُرْشِدا اکٹھے بیان کئے۔ مُرشد وہی ہوتا ہے، جو ولی ہو اور ولی ہی مرشد ہوتا ہے۔ جو ولی نہیں، وہ مرشد نہیں۔ اللہ رب العزت کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جسے اللہ گمراہ کر دے، اسے زندگی میں کوئی ولی نہیں مل سکتا۔ یعنی اسے ولی کی معرفت اور پہچان ہی نہیں ہوگی، اسے ولی تک رسائی نہیں ہوگی اور جب ولی سے معرفت و شناسائی نہیں ہوگی، کوئی ولی اس کا مرشد نہیں ہوگا، اسے راہِ راست پر لانے والا، سیدھی راہ دکھانے والا کوئی نہیں ہوگا، تو پھر وہ ہدایت سے بھی محروم رہے گا، اس لیے کہ اللہ رب العزت نے ہدایت کے لیے ولی اور مرشد کا ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا اس کائناتِ ارضی پر حضور علیہ السلام کی امت میں اللہ نے انبیاء علیہم السلام کے بعد اپنی ہدایت فراہم کرنے کے لئے جو راستے رکھے، وہ اولیاء اور مرشد ہیں۔

۳۔ نسبت و تعلق کا فیض

اصحاب کہف کے بارے میں سورہ کہف کی آیت نمبر ۱۸

میں کہی گئی اگلی بات اس سے بھی عجیب تر ہے۔ یہ اولیاء ۳۰۹ سال غار کے اندر رہے اور اتنا ہی عرصہ ان کا کتا بھی غار کے دروازے پر بیٹھا رہا۔ ان اولیاء کو تو بظاہر خوراک نہیں ملتی تھی بلکہ ان کی خوراک تو عالم لاہوت سے آتی تھی۔ ناسوتی خوراک، بظاہر دنیاوی کھانے پینے کا دروازہ تو بند تھا، اس کے باوجود اللہ نے انہیں زندہ، سلامت اور تروتازہ رکھا۔ سوال یہ ہے کہ اس دوران کتے کو کیا خوراک ملتی تھی؟ کیا کوئی آکر کتے کو کھانا ڈال جاتا تھا؟ یہ کتا بھی بغیر ظاہری خوراک کے غار کے دروازے پر تین صدیاں بیٹھا رہا۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ہر چھ ماہ بعد اللہ رب العزت کا الوہی فیض ہوتا، جس کے سبب اصحاب کہف کروٹ بدلتے تھے۔ جب یہ کروٹ بدلتے تو قرآن مجید بیان کرتا ہے کہ:

وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ. (الکهف، ۱۸: ۱۸)

’’اور ہم (وقفوں کے ساتھ) انہیں دائیں جانب اور بائیں جانب کروٹیں بدلاتے رہتے ہیں، اور ان کا کتا (ان کی) چوکھٹ پر اپنے دونوں بازو پھیلائے (بیٹھا) ہے۔‘‘

ائمہ تفسیر نے لکھا ہے کہ جب دائیں بائیں ان اصحاب کی کروٹ بدلتی تھی تو غار میں کتے کی بھی کروٹ اسی طرح اسی وقت بدل جاتی۔ جو حال ان اصحاب و اولیاء پر وارد ہوتا، وہی حال ان کی نسبت سے ان کے کتے پر بھی وارد ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ کتے نے تو کوئی ریاضات و عبادات نہیں کی، پھر ایسا کیوں ہوتا تھا؟ ایسا صرف اس وجہ سے ہوتا کہ وہ کتا ان کی چوکیداری کرتا تھا۔

امام قرطبی (تفسیر الجامع لاحکام القرآن)، امام فخر الدین رازی (تفسیر الکبیر) اور دیگر ائمہ تفسیر نے لکھا ہے کہ جب وہ لوگ غار کی طرف جارہے تھے تو کتا ان کے پیچھے دوڑا، انہوں نے کتے کو بھگانا چاہا اور اس کو پتھر مارے۔ کتا ان کا اپنا نہیں تھا بلکہ راستے میں ان کے ساتھ ہوگیا۔ اب انہوں نے دیکھا کہ ہمارا تربیت یافتہ تو ہے نہیں، راستے میں ہمارے پیچھے لگ گیا ہے اور کتے کا کام بھونکنا ہے، ہم غاصب، ظالم، کافر دشمن کے جبر و تشدد سے چھپ کر کسی جگہ پناہ لیں گے تو کتا باہر بھونکے گا اور اس کے بھونکنے سے ہمارے دشمنوں کو ہماری موجودگی کی خبر ہوجائے گی۔ لہٰذا انہوں نے اس کو مارنا اور بھگانا چاہا۔ ائمہ تفسیر نے تصریحًا اس کو بیان کیا کہ جب انہوں نے پتھر مارے تو کتے نے زبانِ حال سے عرض کیا کہ اے اللہ! مجھے زبان عطا کر تاکہ میں ان کو جواب دوں۔ اللہ رب العزت نے کتے کو زبان دی تو وہ دونوں ہاتھوں کے بل اگلے پاؤں اٹھا کر کھڑا ہوگیا اور کہا کہ مجھے بھگاؤ نہیں، میں کتا ضرور ہوں مگر بھونکنے والا نہیں ہوں۔ معلوم ہوا کہ کئی کتے بھی ایسے ہوتے تھے جو بھونکتے نہیں تھے، نسل نسل کی بات ہے۔ ائمہ تفسیر نے لکھا کہ اس کتے کے الفاظ یہ تھے:

إِنِّیْ أُحِبُّ أَوْلِيَآءَ اللهِ وَالصَّالِحِيْن.

’’میں اَولیاء اللہ اور صالحین سے محبت کرتا ہوں۔‘‘

جلیل القدر تابعی حضرت کعب اَحبار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کتے نے کہا:

فقام الكلب على رجليه ورفع يديه إلى السماء كهيئة الداعي فنطق فقال: لا تخافوا مني أنا أحب أحباء الله تعالى.

’’وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہوگیا اور دعا کرنے والے کی طرح اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے بولا: مجھ سے نہ ڈرو، میں اللہ کے محبوبوں سے محبت کرتا ہوں۔‘‘

یہی بات امام قرطبی نے بیان کی۔ پس اس کی محبت اسے ان اولیاء کے ساتھ لے آئی۔

۴۔ محبت، اتباع اور استقامت سے مشروط ہے

اس موقع پر ایک نکتۂ تصوف سمجھاتا ہوں کہ محبت کسی وجہ سے لے تو آتی ہے لیکن خالی محبت سے اس وقت تک کچھ نہیں ملتا جب تک نفس میں استقامت پیدا نہ ہو۔ وہ کتا ۳۰۹ سال بیٹھا رہا۔ جب نفس میں یہ استقامت پیدا ہو جاتی ہے تو پھر جو حال اللہ کے ولی کو نصیب ہوتا ہے اس کا پرتو اس کے خدام کو بھی خواہ کتا ہی کیوں نہ ہو، نصیب ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں محبت تو تھوڑی بہت آجاتی ہے، محبت کی چنگاری بھی مل جاتی ہے مگر دو چیزیں پیدا نہیں ہوتیں، جس کی وجہ سے ہم محروم رہتے ہیں:

۱۔ متابعت ۲۔ استقامت

اس کتے نے متابعت و پیروی بھی کی اور پھر اس پیروی

پر استقامت بھی کی۔ گویا کتے میں تین چیزیں جمع ہوگئیں:

ا۔ محبت ۲۔ متابعت ۳۔ استقامت

محبت کسی کو چاہنا ہے، متابعت کسی کی پیروی کرنا، اس کے نقشِ قدم پر چلنا ہے اور استقامت یہ ہے کہ کچھ ملے یا نہ ملے، جم کر بیٹھنا ہے۔ قرآن مجید سے استقامت کے حوالے سے ایک مثال بیان کرتا ہوں:

جب فرعون کے ظلم وستم حد سے بڑھ گئے اور بنی اسرائیل کا جینا دوبھر ہوگیا تو حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے غرق ہونے کی دعا کی کہ مولیٰ! اسے عذاب دے اور بنی اسرائیل کو اس سے رہائی عطا فرما۔ اللہ رب العزت نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ آپ کی دعا قبول کرلی۔ اب قبولیتِ دعا کی اطلاع بھی مل گئی مگر اس قبولیتِ دعا کا عملی اظہار ۴۰ سال بعد سامنے آیا۔ اس چالیس سال کے عرصے کے دوران ایک دن بھی حضرت موسیٰؑ کی زبان سے بے صبری کے الفاظ ادا نہ ہوئے۔۔۔ چالیس سال میں ایک دن بھی ماتھے پر شکن نہ آئی۔۔۔ دل میں ملال تک نہ آیا۔۔۔ یہ نہ کہا کہ مولیٰ! اتنا عرصہ گزر گیا، ابھی تک دعا کی قبولیت کی ظاہری صورت سامنے نہیں آئی۔۔۔ باری تعالیٰ! تو نے تو فرمایا تھا کہ غرق ہونے کی دعا قبول ہوگئی، یہ کب غرق ہوگا۔۔۔؟ اس طرح کا کوئی سوال بھی حضرت موسیٰؑ کی زبان و دل پر جاری نہ ہوا۔ اس کو استقامت کہتے ہیں۔ جب زبان پر ''کب'' آنا بھی چھوٹ جائے، چالیس سال بھی گزر جائیں پھر بھی انتظار کی شدت نہ ہو تو تب اس امتحان میں کامیابی کے بعد اُس کی طرف سے عنایات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے۔

اس تناظر میں ہم اپنے احوال کا جائزہ لیں کہ اللہ سے کوئی دعا کرتے ہیں یا کسی سے اپنے حق میں کوئی دعا کرواتے ہیں تو اگلے دن سے ہی گنتی شروع کر دیتے ہیں اور بے قراری کا اظہار شروع ہوجاتا ہے کہ دعا کروائی مگر ابھی تک کچھ ہوا ہی نہیں۔

مجھے یاد ہے کہ میں نے اپنی نوعمری میں جھنگ میں مسجد کے ایک مولوی صاحب کی ایک تقریر سنی کہ جو آدمی چالیس راتیں بلا ناغہ صبح غسل کرکے تہجد پڑھے تو اللہ رب العزت اس کے لئے ولایت کا راستہ کھول دیتا ہے۔ مولوی صاحب نے اولیاء کی احوال کی باتوں میں سے اسے ذکر تو کردیا مگر ان باتوں کے علاوہ جو شرائط ہوتی ہیں وہ ذکر نہ کیں۔ سردیوں کے دن تھے، ہمارے لوگوں میں سے ایک صاحب چوہدری حشمت علی تھے، انہوں نے یہ سن کر سردیوں کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرکے ہر روز تہجد پڑھنی شروع کر دی۔ چالیس دن یخ ٹھنڈے پانی سے نہا کر تہجد پڑھتے رہے۔ چالیس دن بعد مولوی صاحب کو پکڑ لیا اور کہا: ''مولوی صاحب تسیں لوکاں دی جان لینی اے''۔ چالیس دن ہوگئے، مجھے ٹھنڈے پانی سے تہجد پڑھتے، ولایت تو کیا مجھے ابھی تک اس کی کچھ روشنی بھی نہیں ملی، آپ غلط مسئلے بتا کر لوگوں کی زندگی لینا چاہتے ہیں۔

سمجھانا مقصود یہ ہے کہ ہماری کیفیت یہ ہے کہ دعا کرنے یا کوئی عمل کرنے کے بعد اگلے دن ہی اس کے نتیجے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں اللہ رب العزت کی عطا کے دروازے بند رہتے ہیں۔ عطا اس وقت ہوتی ہے جب بندہ اللہ سے مانگتا ہے اور یہ امید کرتا ہے کہ مانگنا میرا کام تھا، دینا اس کا کام ہے، وہ جب چاہے دے۔ جب نفس میں یہ صبر اور استقلال آجائے، قلب اضطراب سے باہر نکل جائے اور استقامت آجائے تو تب عطا کی ہوائیں چلتی ہیں۔

عبدیت سوال کرنے، عاجزی و انکساری کرنے، دستِ سوال دراز کرنے اور تذلل کا نام ہے۔ اس لیے اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ بندے! بندہ بن، خدا نہ بن۔ یعنی اللہ کو اپنی Dictation نہ دے، اپنی خواہش اللہ کو dictate نہ کرا کہ میں نے مانگا ہے، مجھے فوراً عطا کردے۔ نہیں، مانگنا تیرا حق تھا اور وہ مالک ہے، جب چاہے دے، یہ اس کی شان ہے۔ جب بندہ وقت مقرر کرتا ہے کہ اتنے عرصے میں مل جائے، گویا وہ اللہ کی ذات پر اپنا حکم چلانا چاہتا ہے، اس طرزِ عمل سے رشتۂ بندگی ٹوٹ جاتا ہے۔

۳۰۹ سال تک کتے نے محبت بھی کی، متابعت بھی کی اور استقامت بھی اختیار کی۔ اس محبت، متابعت اور استقامت کا پھل یہ ملا کہ اصحابِ کہف کے ذکر کے ساتھ ساتھ اللہ نے اپنے کلام میں اس کتے کا بھی ذکر فرمایا۔ جب اولیاء کی محبت بھی ہو، متابعت بھی ہو اور اس میں استقامت بھی ہو تو پھر ان اولیاء کا فیض انسان کو ملتا رہتا ہے۔ اولیاء کی متابعت سے مراد

قرآن و سنت کی متابعت ہے، اس لیے کہ تصوف و روحانیت اصل میں قرآن وسنت ہی کی متابعت کا نام ہے۔

ایک صحابیؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایک وظیفہ یا نصیحت بتا دیں، جس پر عمل کروں اور زندگی میں کسی سے کچھ اور پوچھنے کی نوبت نہ رہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: اگر ایک ہی سبق لیتے ہو تو پھر اس کو دل و دماغ میں راسخ کرلو کہ:

قل: آمنت باللہ؛ ثم استقم.

''کہو میں اللہ پر دل و زبان سے ایمان لایا اور پھر اُس پر جم جا''۔

یعنی رب کا ہو جا اور پھر اُس پر جم جا۔ آندھیاں آئیں، جھکڑ چلیں مگر رب کی بندگی پر استقامت ایسی ہو کہ اس راہ سے تیرے قدم پیچھے نہ ہٹیں۔ جب استقامت اس مقام پر پہنچتی ہے تب عطا کے دروازے کھلتے ہیں۔ کتے نے استقامت اور متابعت اختیار کی تو اس پر عطا کا دروازہ کھلا۔

۵۔ نسبتِ اولیاء کا فیض

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، یہ کسی انسان کا لکھا ہوا ناول، افسانہ، فکشن یا شاعری کی کتاب نہیں ہے۔ یہ کلامِ الٰہی ہے جو اللہ کی صفت ہے جو اس نے امت کے لئے آقا علیہ السلام پر نازل فرمایا ہے۔ اللہ کو کیا غرض کہ وہ اپنے کلام میں کتے کا مضمون بیان کرے لیکن جب محبت، متابعت اور استقامت کی وجہ سے عطا کے دروازے کھلتے ہیں تو پھر اللہ اس کتے کے بیٹھنے کے انداز کو بھی مضمونِ قرآن بنا دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ.

''اور ان کا کتا (ان کی) چوکھٹ پر اپنے دونوں بازو پھیلائے (بیٹھا) ہے۔'' (الکہف، ۱۸: ۱۸)

یعنی کتا اس طرح بیٹھا ہوا ہے کہ اگلے پاؤں اس طرح بچھائے ہوئے ہیں اور پچھلی ٹانگیں اس طرح بچھائے ہوئے ہے اور پہلو درمیان میں رکھ کر جم کر بیٹھا ہے۔ کتے کا اندازِ نشست بھی مضمونِ قرآن بنا دیا۔

اسی سورت کی آیت نمبر ۲۲ میں اولیاء اللہ کی سنگت اور نسبت اختیار کرنے والوں کو ملنے والے فیض کا ثبوت بھی بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں اصحابِ کہف کے کتے کے بیٹھنے کے انداز کو ذکر کیا تو وہاں اس کتے کے حوالے سے یہاں تک بیان کیا کہ

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ. (الکہف، ۱۸: ۲۲)

''(اب) کچھ لوگ کہیں گے: (اصحابِ کہف) تین تھے ان میں سے چوتھا ان کا کتا تھا، اور بعض کہیں گے: پانچ تھے ان میں سے چھٹا ان کا کتا تھا، یہ بن دیکھے اندازے ہیں، اور بعض کہیں گے: (وہ) سات تھے اور ان میں سے آٹھواں ان کا کتا تھا''۔

اس آیت مبارکہ کی وضاحت ایک مثال سے کرتا ہوں کہ اگر ہم میں سے کوئی کسی کی دعوت میں شریک ہو اور اس کے ساتھ اس کا کتا بھی ہو اور میزبان اس سے پوچھے کہ آپ کتنے افراد آئے ہیں تو کیا کوئی آدمی یہ کہے گا کہ تین ہم ہیں اور چوتھا ہمارا کتا ہے۔ اگر پانچ آدمی ہیں تو کہے کہ پانچ ہم ہیں اور چھٹا ہمارا کتا ہے۔ اگر سات آدمی ہیں تو کہے کہ ہم سات آدمی ہیں اور آٹھواں ہمارا کتا ہے۔ کوئی شخص بھی ایسا جواب نہیں دیتا۔ ہم یہ اندازِ گفتگو نہیں اپناتے مگر قرآن کا اسلوب یہ ہے کہ اس نے پیغام دے دیا کہ جب ایک کتا اولیاء اللہ کی محبت، متابعت اور استقامت کی تین شرطیں پوری کرلیتا ہے تو قرآن اس کے بیٹھنے کے انداز اور اس کے اُنگ ڈھنگ بھی بیان کرتا ہے اور پھر اِن اولیاء کے ساتھ ساتھ اس کا ذکر بھی ہر مرتبہ علیحدہ کرتا جاتا ہے۔

قرآن کی اِن آیات کو پڑھنے سے ہمارا مقصود اصحاب کہف کے حالات کو جاننا ہوتا ہے، ہم اس کتے کی موجودگی اور عدمِ موجودگی کو نہیں جاننا چاہتے، دل چسپی اصحاب کہف کے احوال سے ہے اور قرآن بھی ان کو ہی بیان کرنا چاہتا ہے مگر قرآن کا اسلوب یہ ہے کہ جب وہ اصحابِ کہف کو بیان کرتا ہے تو ان کے ساتھ ساتھ کتے کا ذکر بھی کرتا ہے۔ گویا جب عطا کا دروازہ محبت، متابعت اور استقامت کے بعد کھلتا ہے تو کتا ہی کیوں نہ ہو، ۳۰۹ سال تک وہ بھی فیضِ الوہی سے اصحابِ کہف کی طرح کھائے پئے بغیر زندہ بھی رہتا ہے اور جو احوال و کیفیات اصحابِ کہف پر وارد ہوتی ہیں، اس کتے پر بھی وارد ہوتی چلی جاتی ہیں۔

(جاری ہے)

الفقہ: آپ کے فقہی مسائل

مزارات پر پھول چڑھانے اور چراغاں کرنے کا حکم

مسلمان کی قبر پر پھول چڑھانا مسنون، چراغ جلانا کارِ خیر ہے

آپ ﷺ نے سبز ٹہنی کا ایک ٹکڑا ایسی قبر پر رکھا جس میں عذاب ہو رہا تھا

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہی ہیں، قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا. (بنی اسرائیل، ۱۷: ۴۴)

''ساتوں آسمان اور زمین اور وہ سارے موجودات جو ان میں ہیں اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں، اور (جملہ کائنات میں) کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح (کی کیفیت) کو سمجھ نہیں سکتے، بے شک وہ بڑا بُردبار بڑا بخشنے والا ہے''۔

معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر چیز اپنی زبان اور حال کے مطابق اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتی ہے ہاں مگر ہر چیز کی تسبیح کو ہر ایک نہیں سمجھتا۔ اہل ایمان کی قبروں پر جو سبزہ گھاس وغیرہ ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل کرتا ہے اور اس کا ثواب قبر والے کو پہنچتا ہے۔ نیک ہے تو اس کے درجات بلند کیے جاتے ہیں، گناہگار ہے تو اس کی مغفرت ہوتی ہے اور عذاب میں تخفیف کا باعث ہے۔ قبروں اور مزارات پر لوگ پھول چڑھاتے ہیں اس کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ سبزہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتکبیر وتہلیل کرے گا اور اہلِ قبور کو اس کا ثواب ملتا رہے گا جب تک ہرا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب دیا جا رہا تھا۔ فرمایا:

إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً، فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ، ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَ صَنَعْتَ هَذَا؟ فَقَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا.

''ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کبیرہ گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا، ایک پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک سبز ٹہنی لی اور اس کے دو حصے کیے۔ پھر ہر قبر پر ایک حصہ گاڑ دیا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ کیوں کیا؟ فرمایا کہ شاید ان کے عذاب میں تخفیف رہے جب تک یہ سوکھ نہ جائیں''۔ (بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب الجرید علی القبر، ۱: ۴۵۸، رقم: ۱۲۹۵)

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمَعْنَى فِيهِ أَنَّهُ يُسَبِّحُ مَا دَامَ رَطْبًا فَيَحْصُلُ التَّخْفِيفُ بِبَرَكَةِ التَّسْبِيحِ وَعَلَى هَذَا فَيَطَّرِدُ فِي كُلِّ مَا فِيهِ رُطُوبَةٌ مِنَ الْأَشْجَارِ وَغَيْرِهَا وَكَذَلِكَ فِيمَا فِيهِ بَرَكَةٌ كَالذِّكْرِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ مِنْ بَابِ الْأَوْلَى.

مطلب یہ کہ جب تک ٹہنیاں (پھول، پتیاں، گھاس)

سرسبز رہیں گی، ان کی تسبیح کی برکت سے عذاب میں کمی ہوگی بنابریں درخت وغیرہ جس جس چیز میں تری ہے (گھاس، پھول وغیرہ) یونہی بابرکت چیز جیسے ذکر، تلاوت قرآن کریم، بطریق اولیٰ باعث برکت وتخفیف ہیں، **وھو اولی ان ینتفع من غیرہ** اس حدیث پاک کا زیادہ حق ہے کہ بجائے کسی اور کے اس کی پیروی کی جائے۔ (عسقلانی، فتح الباری، ۱: ۳۲۰)

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

فِیْ (الدُّرِ الْمُخْتَارِ) اِنَّ اِنباتَ الشجرۃِ مُسْتَحبٌّ.. وَفِیْ (الْعَالَمْگِیرِیَۃِ) أَنَّ اِلقاءَ الرِیَاحِیْنَ أیضًا مُفِید.

در مختار میں ہے قبر پر درخت لگانا مستحب ہے۔۔۔ اور فتاوی عالمگیری میں قبر پر پھول چڑھانا، ڈالنا بھی مفید ہے۔

(أنور شاہ کشمیری، فیض الباری شرح صحیح بخاری، ۳: ۷۲)

شیخ رشید احمد گنگوہی کا مؤقف درج ذیل ہے:

ابن عابدین (شامی) نے فرمایا ہری جڑی بوٹیاں اور گھاس قبر سے کاٹنا مکروہ ہے جبکہ خشک جائز ہے۔ جیسا کہ البحر و الدرر اور شرح المنیہ میں ہے۔ الامداد میں اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جب تک گھاس، پھول، پتے، ٹہنی سرسبز رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے اس سے میت مانوس ہوگا اور رحمت نازل ہوگی۔ اس کی دلیل وہ حدیث پاک ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرسبز ٹہنی کے دو ٹکڑے کر کے جن دو قبروں کو عذاب ہو رہا تھا، ایک ایک ٹہنی ان پر رکھ دی۔ اس ارشاد پاک کی پیروی کرتے ہوئے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ قبروں پر پھول، گھاس، اور سرسبز ٹہنیاں رکھنا مستحب ہے۔ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے یہ جو ہمارے زمانہ میں قبروں پر تروتازہ خوشبودار پھول چڑھائے جاتے ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا کہ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اپنی قبر میں دو ٹہنیاں رکھنے کی وصیت فرمائی تھی۔

(رشید أحمد گنگوہی، لامع الدراری علی جامع البخاری، ۴: ۳۸۰)

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اور امام طحاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں فرمایا ہے:

أَفْتَی بَعْضُ الْأَئِمَّۃِ مِنْ مُتَأَخِّرِی أَصْحَابِنَا بِأَنَّ مَا اعْتِیدَ مِنْ وَضْعِ الرَّیْحَانِ وَالْجَرِیدِ سُنَّۃٌ لِھٰذَا الْحَدِیثِ.

ہمارے متاخرین ائمہ احناف نے فتوی دیا کہ قبروں پر جو پھول اور ٹہنیاں رکھنے کا دستور ہے اس حدیث پاک کی رو سے سنت ہے۔

(ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، ۲: ۵۳)، (طحاوی، حاشیۃ علی مراقی الفلاح، ۱: ۴۱۵)

امام طحاوی مذکورہ عبارت کے ساتھ مزید اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَإِذَا کَانَ یُرْجَی التَّخْفِیْفُ عَنِ الْمَیِّتِ بِتَسْبِیْحِ الْجَرِیْدَۃِ فَتِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ أَعْظَمُ بَرَکَۃً.

اور جب ٹہنیوں کی تسبیح کی برکت سے عذاب قبر میں تخفیف کی امید ہے تو تلاوت قرآن کی برکت تو اس سے کہیں زیادہ بڑی ہے۔

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

وَذَھَبَ الْمُحَقِّقُونَ مِنَ الْمُفَسِّرِینَ وَغَیْرِھِمْ إِلَی أَنَّہُ عَلَی عُمُومِہِ... وَاسْتَحَبَّ الْعُلَمَاءِ قِرَاءَۃَ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِھٰذَا الْحَدِیثِ ؛ لِأَنَّہُ إِذَا کَانَ یُرْجَی التَّخْفِیفُ بِتَسْبِیحِ الْجَرِیدِ فَتِلَاوَۃُ الْقُرْآنِ أَوْلَی.

محققین، مفسرین اور دیگر ائمہ اس طرف گئے ہیں کہ یہ حدیث پاک عام ہے۔۔۔ علماء نے اس حدیث پاک کی روشنی میں قبر کے پاس تلاوت قرآن کو مستحب کہا ہے اس لیے کہ جب ٹہنی کی تسبیح سے تخفیف کی امید ہوسکتی ہے تو تلاوت قرآن سے بطریق اولیٰ امید کی جا سکتی ہے۔

(نووی، شرح صحیح مسلم، ۳: ۲۰۲)

ذیل میں زیرِ بحث مسئلہ سے متعلق فقہائے کرام کی آراء پیش خدمت ہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وَضْعُ الْوُرُوْدِ وَ الرِیَاحِیْنَ عَلَی الْقُبُورِ حَسَنٌ وَإِنْ تَصَدَّقَ بِقِیمَۃِ الْوَرْدِ کَانَ أَحْسَنَ.

گلاب کے یا دوسرے پھول قبروں پر رکھنا اچھا ہے اور

ان پھولوں کی قیمت صدقہ کرنا زیادہ اچھا ہے۔

(الشیخ نظام و جماعۃ من علماء الہند، الفتاوی الہندیۃ، ۵: ۳۵۱)

پس یہ حقیقت روشن ہوگئی کہ مسلمانوں کی قبروں پر پھول رکھنا، پتے، ٹہنیاں اور گھاس اگانا، رکھنا مسنون ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا عمل ہے اور اس کی جو وجہ بتائی کہ صاحب قبر کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور یہ عمل عام ہے قیامت تک اس کو منسوخ نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی کلمہ گو اس کا انکار نہیں کرسکتا۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم انتہاء پسند ہیں اعتدال و توازن جو اسلامی احکام و تعلیمات کا طرہ امتیاز ہے ہمارے ہاں مفقود ہے۔ ایک انتہا تو یہ ہے کہ سنت رسول پاک ﷺ کو بلا سوچے سمجھے آنکھیں بند کرکے بدعت اور نہ جانے کیا کیا کہہ کر حرام قرار دے دیا جاتا ہے جو سراسر زیادتی اور احکام شرع کی خلاف ورزی ہے، دوسری طرف جائز و مستحسن بلکہ سنت سمجھنے والوں نے اس سنت کے ساتھ اتنی بدعات جوڑ دیں کہ الامان والحفیظ۔

مزاراتِ صالحین کے پاس موم بتیاں جلانے اور چراغ روشن کرنے کی اصل صرف یہ ہے کہ زائرین کسی وجہ سے دن کو زیارت قبور کے لیے نہیں آسکتے، رات کو وقت ملتا ہے تو رات کے اندھیرے میں قبرستان اور صاحب مزار تک آرام سے پہنچنے کے لیے اور زائرین کی سہولت کے لیے رات کے وقت موم بتی یا چراغ وغیرہ کے ذریعہ روشنی کا انتظام کیا جاتا تھا تاکہ رات کو آنے جانے والوں، تدفین کرنے والوں اور زائرین کو تکلیف نہ ہو اور وہ روشنی میں بآسانی آجاسکیں۔ یہ چراغاں عام راستوں میں قبرستانوں اور مساجد وغیرہ میں ہوتا تھا اور آج بھی بوقت ضرورت ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے اور اس کے جواز بلکہ استحباب میں کوئی شبہ نہیں۔

علامہ امام شیخ عبد القادر الرافعی الفاروقی الحنفی تقریرات الرافعی علی حاشیۃ ابن عابدین میں لکھتے ہیں:

''اچھی بدعت (نئی بات) جو مقصود شرع کے موافق ہو سنت کہلاتی ہے۔ پس علماء اور اولیاء اور صلحاء کی قبروں پر گنبد بنانا، ان کی قبروں پر پردے، عمامے اور کپڑے ڈالنا جائز ہے جب کہ اس سے مقصد لوگوں کی نظروں میں ان کی عظمت کا اظہار کرنا ہوتا کہ وہ صاحب قبر کو حقیر نہ سمجھیں۔ یونہی اولیاء و صلحاء کی قبر کے پاس قندیلیں اور شمعیں روشن کرنا، تعظیم و اجلال کی بنا پر ہے، سو اس میں ارادہ اچھا ہے۔ زیتون کے تیل اور موم بتیاں اولیاء اللہ کی قبروں کے پاس روشن کی جاتی ہیں، یہ بھی ان کی تعظیم و محبت ہے، لہٰذا جائز ہے، اس سے روکنا نہیں چاہیے''۔

(عبدالقادر الرافعی، تقریرات الرافعی علی حاشیہ ابن عابدین، ۲: ۱۲۳)

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

بَعْضُ الْفُقَهَاءِ وَضْعَ السُّتُورِ وَالْعَمَائِمِ وَالثِّيَابِ عَلَى قُبُورِ الصَّالِحِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ قَالَ فِي فَتَاوَى الْحُجَّةِ وَتُكْرَهُ السُّتُورُ عَلَى الْقُبُورِ وَلَكِنْ نَحْنُ نَقُولُ الْآنَ إذَا قَصَدَ بِهِ التَّعْظِيمَ فِي عُيُونِ الْعَامَّةِ حَتَّى لَا يَحْتَقِرُوا صَاحِبَ الْقَبْرِ، وَلِجَلْبِ الْخُشُوعِ وَالْأَدَبِ لِلْغَافِلِينَ الزَّائِرِينَ، فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ الْأَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنْ كَانَ بِدْعَةً.

بعض فقہاء نے صالحین و اولیاء کی قبروں پر غلاف اور کپڑے رکھنے کو مکروہ کہا ہے۔ فتاویٰ الحجۃ میں کہا: قبروں پر غلاف چڑھانا مکروہ ہے لیکن اب ہم کہتے ہیں کہ عام لوگوں کی نظروں میں تعظیم و تکریم مقصود ہے تاکہ وہ قبر والے کو حقیر نہ سمجھیں اور عاجزی و انکساری پیدا ہو اور غافل زائرین میں ادب پیدا ہو تو یہ امور جائز ہیں کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اگرچہ نئی چیز ہے۔

(ابن عابدین شامی، ردالمحتار، ۶: ۳۶۳)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مسلمان کی قبر پر پھول چڑھانا بھی مسنون ہے اور زائرین کی سہولت کے لیے رات کو چراغ جلانا یا روشنی کرنا بھی کارِ خیر ہے۔ اس سے لوگوں کو آرام اور صاحبِ قبر کی عزت و عظمت کا اظہار ہوتا ہے یونہی غلاف چڑھانا بھی مزارات و صاحبان مزارات کی تعظیم و تکریم کا اظہار کرنا ہے مگر آج کل بعض مزارات و مقابر پر جو جہالت، فضول خرچی، گمراہی اور ماحول کی پراگندگی و تعفن پیدا کیا جاتا ہے، وہ سراسر فضول، اسراف اور جہالت و گمراہی ہے۔

❁❁❁❁❁

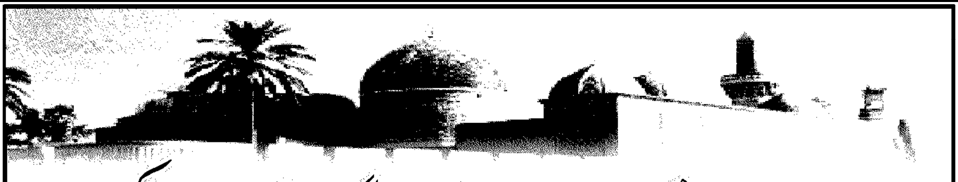

”دینِ محمدی ﷺ نے ہر عہد میں نابغۂ روزگار ہستیاں پیدا کیں“

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زبان کی تاثیر سے مردہ دل زندہ ہوتے تھے

معاشرتی اصلاح، حضور سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے افکار کی روشنی میں

پروفیسر محمد الیاس اعظمی

دینِ محمدی ایک زندہ و متحرک دین ہے جو ابدی حقائق، عقل و منطق پر پورا اترنے والے عقائد، اپنی روشن خیال اور اعتدال پر مبنی تعلیمات، امن و سلامتی، اخوت و محبت، تحمل و بردباری، رواداری اور برداشت جیسی منفرد خوبیوں اور کمالات کا حامل دین ہے۔

تاریخ انسانی گواہ ہے کہ اس دینِ محمدی نے ہر عہد کو ایسی نابغہ روزگار ہستیاں دی ہیں جنہوں نے دلوں کی مردہ کھیتیوں میں ایسی روح پھونکی کہ چمنستانِ حیات میں ہر طرف خلقِ محمدی ﷺ کی بہاریں خوشبوئیں بکھیرنے لگیں۔ مسلمانوں کی سنہری تاریخ ان جگمگاتے ستاروں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے ابتلاء و آزمائش کی گھڑی میں مسلمانوں کو روشنی عطا کی۔ انہی سر برآوردہ رجال میں سے ایک شخصیت حضور غوث الاعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کی ہے جنہوں نے پانچویں صدی ہجری میں اپنی مسیحا صفت اور روح پرور تعلیمات و افکار کے ذریعے امتِ مسلمہ کے عروقِ مردہ میں اس طرح حیاتِ نو کی روح پھونکی کہ اس وقت سے لے کر آج تک آپ کے جاری کردہ سلسلۂ قادریہ کے چشمۂ صافی کا فیض جاری و ساری ہے۔ دنیا کا کوئی ایسا خطہ یا کوئی ایسی علمی و فکری اور اصلاحی تحریک نہیں جس کی بنیادوں میں آپ کا فیض موجود نہیں۔

آپ نے محض گوشہ نشین ہوکر زندگی بسر نہیں کی بلکہ آپ فیضانِ محمدی کی وہ قندیل تھے کہ جس کے فیض سے ہر شعبۂ زندگی مستفیض ہوا۔ آپ کی نگاہِ کیمیاء کے اثر نے عراقی معاشرے کے گم کردہ راہ لوگوں کا علاج ایک حاذق حکیم کی طرح کیا۔ حالات کی نبض پر ہاتھ رکھ کر بیماروں کے دکھوں کی نہ صرف تشخیص کی بلکہ ان کے اندر اتر کر انہیں حیاتِ تازہ سے سرفراز کیا۔ ابوالحسن علی ندوی حضور غوث الاعظم کے حوالے سے شیخ ابن تیمیہ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ

”شیخ کی کرامات حدِ تواتر کو پہنچ گئی ہیں، ان میں سب سے بڑی کرامت مردہ دلوں کی مسیحائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب کی توجہ اور زبان کی تاثیر سے لاکھوں انسانوں کو نئی زندگی عطا فرمائی۔ آپ کا وجود عالمِ اسلام کے لیے ایک بادِ بہاری تھا جس نے دلوں کے قبرستان میں نئی جان ڈال دی اور عالمِ اسلام میں روحانیت کی ایک نئی لہر پیدا کردی۔ کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں یہودی اور عیسائی اسلام قبول نہ کرتے ہوں اور خونی اور جرائم پیشہ توبہ سے مشرف نہ ہوتے ہوں اور فاسد الاعتقاد اپنے غلط عقائد سے توبہ نہ کرتے ہوں“۔

(ندوی، ابوالحسن، سید، تاریخ دعوت و عزیمت)

آپؒ کی زبان کی تاثیر سے مردہ دل زندہ ہوتے تو اس کے اثرات زندگی کے ہر شعبہ پر مرتب ہونا شروع ہوئے۔ ایک عام آدمی سے لے کر امراء، سلاطین اور حاکمانِ وقت تک آپ کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہوتے۔ یہ نبوتِ محمدی ﷺ کا فیضان تھا کہ آپ اپنے مواعظِ حسنہ میں ہر طبقۂ زندگی کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں نصیحت کے جام پلاتے، جس کی تاثیر سے وہ اپنے احوال کی

اصلاح کرتے ہوئے اپنی بقیہ زندگی اس طرح سے گزارتے کہ وہ دیگر افرادِ معاشرہ کے لیے خضرِ راہ ثابت ہوتے۔

ہدایت کا طالب بن کر آج بھی جو شخص آپ کے مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ صدیاں بیت جانے کے باوجود فرامینِ غوثیہ میں تاثیر محسوس کرتا ہے۔ آئندہ سطور میں ہم مختلف پہلوؤں سے آپؒ کے افکارِ عالیہ آپ کی تصنیف ''فتح الربانی'' سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں، جن پر عمل پیرا ہوکر مادہ پرستی کے اس عہدِ سیاہ میں زندگی بسر کرنے والا انسان اپنے ظاہر و باطن کو نورِ ایمان سے منور کرسکتا ہے۔

۱۔ علم اور عمل کی مطابقت

آج جس دور میں ہم زندگی بسر کررہے ہیں، اسے علمی ترقی کا دور کہا جاتا ہے۔ سائنسی انکشافات، برقی ذرائع علم (انفارمیشن ٹیکنالوجی) نے قرب و بعد کے فاصلے سمیٹ دیئے ہیں۔ ڈگریوں کی صورت کاغذ کے پرزے اٹھائے ہر کوئی خواندگی کے گیت آلاپ رہا ہے مگر اس کے باوجود معاشرہ روز بروز تنزلی کا شکار ہوتا جارہا ہے۔ اس کا سبب علم و عمل کی دوئی ہے۔ آج علم برائے عمل حاصل نہیں کیا جاتا بلکہ علم برائے معاش حاصل کیا جاتا ہے۔ علم و عمل کی اس دوئی نے تہذیب و اخلاق کی بنیادوں کو کھوکھلا کردیا ہے حالانکہ دونوں کے اجتماع سے انسان اور معاشرے میں تہذیب پیدا ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے بے عمل عالم کو ایسے گدھے سے تشبیہہ دی ہے جس پر کتابیں لاد دی جائیں لیکن اس کے اخلاق و عمل میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ فرماتے ہیں:

''جس شخص کا علم زیادہ ہو اسے چاہئے کہ خوفِ خدا اور عبادت بھی زیادہ کرے۔ علم کے مدعی! خوفِ خدا سے تیرا رونا کہاں ہے۔۔۔؟ تیرا ڈر اور وحشت کہاں ہے۔۔۔؟ گناہوں کا اقرار کہاں۔۔۔؟ رات اور دن عبادت میں ایک کردینا کہاں۔۔۔؟ نفس کو باادب بنانا اور الحب للہ والبغض للہ کہاں۔۔۔؟ تمہاری ہمت جبہ و دستار، کھانا، نکاح، دکان، خلقت کی محفل اور ان کا انس ہے، اپنی ان تمام چیزوں سے خود کو الگ کر۔ یہ چیزیں اگر تمہارے نصیب میں ہیں تو اپنے وقت پر مل جائیں گی اور تمہارا دل انتظار کی کوفت سے آرام پائے گا''۔ (فتح الربانی، صفحہ ۸۲)

۲۔ اخلاصِ عمل

دین اسلام کی بنیادی تعلیم ہے کہ انسان جو بھی عمل کرے وہ اخلاص کے ساتھ کرے۔ کوئی بھی بڑے سے بڑا عمل بارگاہ الٰہی میں درجہ قبولیت پانے سے محروم رہتا ہے، اگر وہ ریاکاری اور دنیا والوں کے دکھاوے کے لیے کیا جائے۔ جبکہ اخلاص سے کیا گیا کم تر عمل بھی حضورِ حق میں بڑی قدر و منزلت کا حامل ہوتا ہے۔ صوفیاء کرام کی حیاتِ طیبہ کا اہم ترین پہلو یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر عمل خالص اللہ کی رضا کے لیے کرتے ہیں اور اپنے مریدین اور مخلصین کو بھی اس کی تلقین کرتے ہیں۔ اخلاصِ عمل کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حضور سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ فرماتے ہیں:

''تجھ پر افسوس! تو مشرک، منافق، بے دین، مرتد ہے۔ تجھ پر افسوس! ملمع کس کو دکھاتا ہے، جو آنکھوں کی خیانت اور سینے کے رازوں سے واقف ہے۔ تجھ پر افسوس! نماز میں کھڑا ہوکر اللہ اکبر کہتا ہے اور جھوٹ بھی بولتا ہے۔ تیرے دل میں مخلوق، اللہ سے بڑی ہے۔ اللہ کے سامنے توبہ کر۔ نیک عمل غیر کے لیے نہ کر اور نہ دنیا اور نہ آخرت کے لیے کر بلکہ خاص اللہ کی ذات کا ارادہ رکھ۔ ربانی پرورش کا حق ادا کر۔ تعریف اور صفتِ عطا اور بے عطا کے لیے عمل نہ کر۔ تجھ پر افسوس! تیرا رزق کم زیادہ نہ ہوگا، نیکی اور بدی کا تجھ پر حکم لگ چکا ہے، وہ ضرور آئے گی۔ جس چیز میں فراغت ہے، اس میں مشغول نہ ہو۔ اس کی عبادت میں لگا رہ، حرص کم، امید کو تاہ اور موت آنکھوں کے سامنے رکھ، ضرور نجات حاصل کرے گا۔ تمام احوال میں شریعت کی پابندی کر''۔ (فتح الربانی، صفحہ ۱۶۷)

اخلاص کے دواخانے

نفاق، ریاکاری، غرور و تکبر، حسد بغض، کینہ ایسے باطنی امراض ہیں کہ جو بڑے سے بڑے عمل کو بھی خاکستر کردیتے ہیں لیکن یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ جب تک انسان ان سے نجات نہیں پاتا، اس وقت تک نہ وہ روحانی مقام حاصل کرسکتا ہے اور نہ اس میں ترقی و کمال حاصل کرسکتا ہے۔ اگرچہ یہ باطنی

بیماریاں ہیں مگر ان کے تباہ کن اثرات انسان کی ظاہری شخصیت پر بھی پڑتے ہیں اور یوں وہ ظاہری اور باطنی ہر دو اعتبار سے ایک قابلِ رحم مریض کی حیثیت اختیار کرجاتا ہے۔ مگر حکیمِ حاذق جو ان روحانی امراض کا ماہر معالج ہو اس کو تلاش کرنا پڑتا ہے۔ وہ شیخ کامل اور مردِ خدا ہوتا ہے جو اپنی نگاہِ کیمیا ساز سے باطن کی بیماریوں کا علاج کرکے مریض کو روحانی حیاتِ نو سے بہرہ یاب کردیتا ہے۔ وہ معالج کون اور کہاں سے دستیاب ہوتے ہیں؟ سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ان کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ریا کار! تجھ پر افسوس، اللہ کو دھوکہ نہ دے، عمل کرکے ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کے لیے ہے حالانکہ مخلوق کے لیے ہے۔ ان کو دکھاتا ہے اور ان سے نفاق کرکے چاپلوسی کرتا ہے اور اپنے رب کو بھلادیتا ہے۔ تو عنقریب دنیا سے مفلس ہوکر نکلے گا۔ باطن کے بیمار! اس مرض کا علاج کر، اس کی دوا اللہ کے بندوں، صالحین کے سوا اور کہیں نہ ملے گی۔ ان سے دوا لے کر استعمال کرے گا تو ہمیشہ کے لیے تندرستی اور صحتِ ابدی حاصل ہوگی۔ تیرا دل، باطن اور خلوت اللہ کے ساتھ ہوجائے گی۔ تیرے دل کی آنکھیں کھلیں گی اور تو اپنے رب کو دیکھے گا۔ تیرا شمار محبین میں ہوگا جو اس کے دروازے پر کھڑے ہیں اور اللہ کے سوا غیر کو نہیں دیکھتے ہیں۔ تیرا دل تو بدعت سے پُر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار کس طرح کرسکتا ہے؟'' (فتح الربانی، صفحہ ۲۵۳)

۳۔ شکوہ نہ کر!

آج کے معاشرہ کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ الوہی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کے بجائے بالعموم شکوہ کناں رہتے ہیں، جس کے باعث لوگ بہت سی نعمتوں سے محروم رہتے ہیں۔ سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''خالق کا شکوہ مخلوق سے نہ کر بلکہ خالق ہی سے کر، اسی نے سب اندازے لگائے ہیں، دوسرے نے نہیں''۔ (فتح الربانی، صفحہ ۸۴۹)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''غیر اللہ کے پاس گلہ اور شکایت نہ کرو کیونکہ اس سے تم پر اور بلا بڑھے گی بلکہ خاموش اور ساکن اور گم ہو رہو۔ اس کے سامنے ثابت قدم رہو اور دیکھو کہ وہ تمہارے ساتھ اور تمہارے درمیان کیا کرتا ہے اور اس کے تصرفات پر اظہارِ خوشی کرو۔ اگر تم اس کے ساتھ اس طرح پیش آؤ گے تو ضرور وحشت کو انسیت سے اور رنج و تنہائی کو خوشی سے بدل دے گا''۔ (فتح الربانی، صفحہ ٦٦)

مزید فرماتے ہیں: ''خلقت کی شکایت کرنے سے اپنی زبان کو روک۔ رضائے الٰہی کے لیے اپنے نفس اور مخلوق کا دشمن بن جا۔ اس کی تابع فرمانی کا حکم کر اور گناہ سے روک۔ ان کو گمراہی و بدعت، حرص اور موافقتِ نفس سے باز رکھ۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی تابع فرمانی کا حکم کر''۔ (فتوح الغیب، صفحہ ۱۳۳)

آپؒ کا اندازِ تربیت یہ تھا کہ آپ نے اپنے مواعظِ حسنہ میں نہ صرف روحانی امراض کی نشاندہی کی بلکہ ان بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے نسخہ بھی تجویز کیا اور علاج بھی بتایا کہ کس طرح ان سے خلاصی پاکر قربِ الٰہی حاصل کیا جاسکتا ہے؟

۴۔ کسبِ حلال اور توکل

روحانی مقامات کی ترقی و کمال میں رزقِ حلال کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی پرورش حرام کے مال سے ہوئی ہوگی۔ پس جس پیٹ میں حرام کا لقمہ ہے، اس کے منہ سے نکلنے والی دعا کب قبول ہوسکتی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اسلامی آداب و اخلاق کے اندر کسبِ حلال پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ حضرت سیدنا غوث اعظمؒ کے افکار کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے مواعظِ حسنہ میں کسبِ حلال کی اہمیت کو نہ صرف واضح کیا ہے بلکہ اس امر پر بھی زور دیا ہے کہ بارگاہِ الٰہی کے قرب کے لیے پیٹ میں جانے والے ہر لقمے کا حلال اور پاکیزہ ہونا بھی شرط ہے۔ بصورتِ دیگر اس راہ کا مسافر منزلِ مراد تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:

''نیک کمائی اور سبب سے تعلق لازم کرو یہاں تک کہ ایمان قوی ہوجائے، پھر سبب کو چھوڑ کر مسبب کی طرف چلا آ۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنے ابتدائی احوال میں کسب کرتے، قرض لیتے اور پابندِ اسباب رہتے ہیں اور آخر میں توکل کرتے ہیں۔ کسب اور توکل کو شروع اور اخیر میں شریعۃً اور حقیقۃً جمع کرلیتے ہیں۔ بیٹا! نفس کو خواہشوں اور لذتوں سے روکو، اس کو پاک روزی کھلاؤ، نجس نہ بنو، پاک حلال ہے اور حرام نجس ہے۔ نفس کو غذائے حلال دو تاکہ اترائے نہیں اور ناک منہ چڑھا کر گستاخ نہ بنے‘‘۔ (فتح الربانی، صفحہ ۱۶۵)

دل کی زندگی اور موت

دل کی زندگی اور موت کی وضاحت میں آپؒ نے فرمایا:

بیٹا! حرام کی روزی سے تیرا دل مرتا ہے اور حلال کی روزی سے زندہ ہوتا ہے۔ ایک لقمہ تیرے دل کو منور کرتا ہے اور ایک لقمہ سیاہ کرتا ہے۔ ایک لقمہ دنیا میں اور ایک لقمہ آخرت میں مشغول کرتا ہے۔ ایک لقمہ دونوں سے بے رغبت کرتا ہے اور ایک لقمہ خالق میں مشغول کرتا ہے۔ حرام کی روزی دنیا میں مشغول کراتی ہے اور گناہوں سے پیار کراتی ہے۔ حلال طعام آخرت میں لگاتا ہے، اطاعتِ الٰہی سے محبت کراتا ہے اور دل کو مولیٰ سے قریب کرتا ہے۔ کیا تو نے حضرت نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا:

من لم یبال من این مطعمه ومشربه لم یبال الله من ای باب من ابواب النار ادخله.

’’جو شخص اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کا کھانا پینا کہاں سے ہے؟ تو اللہ تعالیٰ بھی پرواہ نہیں کرتا کہ دوزخ کے دروازوں میں سے اس کو کس دروازے میں سے داخل کرے‘‘۔ (فتح الربانی، صفحہ ۲۴۲)

۵۔ برداشت پیدا کرو!

آج عدمِ برداشت کے کلچر نے پوری دنیائے اسلام ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے انسانی کا امن خاک میں ملا دیا ہے۔ دہشت گردی کا فروغ اسی کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ اسلام اخوت و محبت، تحمل و بردباری کا علمبردار دین ہے مگر آج کچھ نادان دوستوں کی غلط کاریوں اور خود تراشیدہ تصورات کی وجہ سے ادیانِ عالم میں محبتوں کے امین اس دین کو دہشتگرد اور امن دشمن قرار دیا جارہا ہے۔ صوفیائے کرام کی تعلیمات کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں مذہب کے نام پر انسانوں میں دوریاں پیدا نہیں کیں بلکہ مخلوقِ خدا ہونے کی بنیاد پر ہر ایک کے ساتھ رواداری اور حسنِ سلوک کا معاملہ کیا۔ چنانچہ ان کے اس طرزِ عمل سے گلشنِ اسلام میں بہار آئی اور لوگ ایسے مخلص مبلغینِ اسلام کے طرزِ عمل، سیرت و کردار سے متاثر ہوکر دامنِ اسلام میں پناہ لینے لگے اور اس طرح اسلام انسانیت کے خیر خواہ ہونے کے باعث ایک آفاقی دین بن گیا اور چہار دانگ عالم میں دینِ محمدی کا پھریرا لہرانے لگا۔ برداشت کا درس دیتے ہوئے حضور سیدنا غوث اعظمؓ فرماتے ہیں:

’’بیٹا! برداشت کو اپنے اوپر لازم پکڑ اور شر کو دور کر۔ کلموں کے بہت سے ساتھی ہیں۔ جب تم سے کسی نے ایک کلمہ شرارت کا کہا اور تم نے اس کا جواب دیا تو اس کلمۂ بد کے اور شریر ساتھی آجائیں گے حتی کہ تم دونوں کلام کرنے والوں کے درمیان شرارت قائم ہوجائے گی‘‘۔ (فتح الربانی، صفحہ ۱۰۹)

ارشاداتِ غوثیہ سے استفادہ کیونکر ممکن ہے؟

تعلیماتِ غوثیہ میں اخلاص کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اخلاص کے بغیر کوئی عمل عنداللہ مقبول نہیں ہوتا۔ اس لیے معاشرتی اصلاح کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ ہر فرد جو بھی نیکی کا عمل کرے وہ صرف اور صرف اخلاص اور للّٰہیت سے اللہ کی خوشنودی کے لیے سرانجام دے۔

غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی تعلیمات میں دہشت گردی و انتہا پسندی کی شدید مذمت کی ہے۔ حضور غوث الاعظم سے عقیدت و محبت کا تقاضا ہے کہ معاشرے کے تمام افراد آپس میں اخوت و محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس طرح زندگی بسر کریں کہ ہر طرف ایثار و قربانی کے پھول کھلتے نظر آئیں اور محبت کی مہکار معاشرے کے ہر فرد کے مشامِ جاں کو معطر کررہی ہو۔ ❁❁❁❁❁

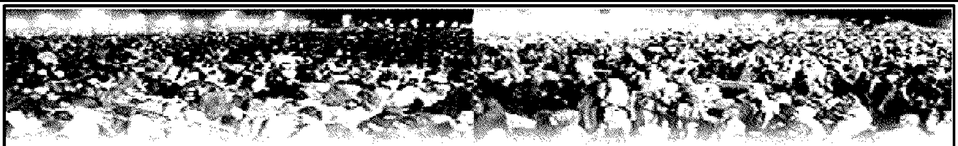

مینارِ پاکستان پر عظیم الشّان 36 ویں عالمی میلاد کانفرنس

عشاقانِ مصطفی ﷺ کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر نے رات بھر درود و سلام کی محفل سجائی

عالمی میلاد کانفرنس، بین المذاہب، بین المسالک ہم آہنگی کا قابل رشک نظارہ تھی

رپورٹ: محبوب حسین

تحریک منہاج القرآن کی پہچان اور انفرادیت محبت و عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے عبارت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم سے جشنِ میلاد مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام نہایت تزک و احتشام سے کیا جاتا ہے۔ الحمدللہ تحریک منہاج القرآن نے بھرپور ذوق و شوق کے ساتھ حضور ﷺ سے والہانہ محبت و الفت اور آپ ﷺ سے وفاداری نبھانے کا پیغام نہ صرف دنیا بھر میں پہنچایا ہے بلکہ جشن آمد مصطفیٰ ﷺ کو معاشرتی ثقافت کا اہم حصہ بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی کے ساتھ ساتھ ولادتِ باسعادت کی مقصدیت و اہمیت کے تصور کو بھی تحریک اجاگر کر رہی ہے اور سیرت نبوی ﷺ سے روشنی لیتے ہوئے آمد مصطفیٰ ﷺ کی پرمسرت ساعتوں کو منانے کے ساتھ ساتھ اتحاد و یکجہتی، محبت و رواداری، امن و آشتی اور قوتِ برداشت کی تعلیمات کو بھی دنیا بھر میں عام کر رہی ہے۔

اللہ رب العزت کے پیارے حبیب اور محسن کائنات ﷺ کی آمد پر اظہارِ تشکر کے لئے اس سال بھی حسبِ روایت ماہ ربیع الاول کا چاند طلوع ہوتے ہی تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ اور مینارۃ السلام کو برقی قمقموں اور روشنیوں سے سجایا گیا۔ یکم ربیع الاول سے لے کر دس ربیع الاول تک مرکزی سیکرٹریٹ سے مشعل بردار ریلیاں نکالی گئیں، ان ریلیوں میں کالج آف شریعہ منہاج یونیورسٹی کے طلبہ، اساتذہ اور مرکزی قائدین و سٹاف ممبران کے ساتھ ساتھ اہل محلّہ بھی شریک ہوئے۔ نماز عشاء کے بعد مرکزی سیکرٹریٹ کے صفہ ہال میں روزانہ محافل میلاد کا انعقاد کیا گیا جس میں مرکزی قائدین، کارکنان، سٹاف ممبران اور عوام الناس کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ ان محافل کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوتا، اس کے بعد ذکر و نعت اور درود وسلام کے ذریعے عشاقان مصطفیٰ ﷺ کے قلوب و اذہان کو منور کیا جاتا اور رقت آمیز دعا کے بعد ضیافتِ میلاد کا اہتمام بھی کیا جاتا۔

اس ماہ مبارک میں تحریک منہاج القرآن اور اس کے جملہ فورمز سے وابستہ کارکنان و وابستگان نے پوری دنیا میں قائم مراکز میں بھی محافل میلاد کا انعقاد کیا۔

36 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس

ان تمام محافل کا عروج و کمال اپنے اندر فیوض و برکات سموئے ہوئے گیارہ اور بارہ ربیع الاول کی درمیانی شب 9 نومبر 2019ء لاہور کے تاریخی مقام مینار پاکستان پر عالمی میلاد کانفرنس کی صورت میں جلوہ گر ہوا جس میں ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے نامور احباب، علماء و مشائخ، اقلیتی نمائندوں، وکلاء، سیاستدان، تاجر برادری، طلبہ، اساتذہ اور خواتین و حضرات نے لاکھوں کی تعداد میں شرکت کی۔

36 ویں عالمی میلاد کانفرنس کے انتظام و انصرام کے حوالے سے ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور، نائب صدر تحریک محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خاں اور ناظم اجتماعات محترم جواد حامد کی زیر نگرانی 50 سے زائد انتظامی کمیٹیاں مصروفِ عمل رہیں۔ عالمی میلاد کانفرنس منہاج TV سے براہ راست نشر کی گئی۔ علاوہ ازیں منہاج سوشل میڈیا کی ٹیم بھی کانفرنس کی لمحہ بہ لمحہ کاروائی کو سوشل میڈیا کے ذریعے نشر کرتی رہی۔ 36 ویں

عالمی میلاد کانفرنس کے احوال پر مبنی رپورٹ نذرِ قارئین ہے:

☆ 36 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس کا پروگرام دو سیشنز پر مشتمل تھا۔ پہلے سیشن کا آغاز عشاء کے بعد ہوا اور رات بارہ بجے تک جاری رہا۔ اس سیشن میں ملک کے نامور قراء حضرات نے تلاوتِ قرآن مجید اور ثنا خوانانِ مصطفیٰ ﷺ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کی سعادت حاصل کی۔ دوسرے سیشن کا آغاز رات تقریباً 12 بجے ہوا جو صبح نماز فجر تک جاری رہا۔ اس سیشن میں تلاوت، نعت اور میلاد و سیرت مصطفیٰ ﷺ پر خطابات ہوئے۔ پروگرام میں نقابت کے فرائض منہاج القرآن علماء کونسل، نظامتِ دعوت، نظامت تربیت کے سکالرز، محترم صاحبزادہ ظہیر احمد نقشبندی اور نائب ناظم اعلیٰ محترم محمد رفیق نجم نے سرانجام دیئے۔

کانفرنس میں رات بھر تلاوت اور نعتِ رسول مقبول ﷺ کا سلسلہ جاری رہا۔ محترم صاحبزادہ تسلیم احمد صابری، محترم محمد افضل نوشاہی، بلالی برادران، شہزاد برادران اور ملک کے نامور ثنا خوانانِ مصطفیٰ ﷺ نے اپنے اپنے انداز سے ہدیۂ عقیدت کے پھول نچھاور کیے۔

کانفرنس میں چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، نائب صدر منہاج القرآن محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان، ناظم اعلیٰ منہاج القرآن محترم خرم نواز گنڈا پور، نائب ناظم اعلیٰ محترم انجینئر محمد رفیق نجم، محترم احمد نواز انجم، محترم جی ایم ملک، جملہ نائب ناظمین اعلیٰ، جملہ فورمز کے سربراہان اور مرکزی قائدین سٹیج کی زینت تھے۔

مہمانانِ گرامی میں صوبائی وزیر مذہبی امور محترم سید سعید الحسن شاہ، رکن پنجاب اسمبلی محترم صمصام علی بخاری، علماء، مشائخ، اقلیتی نمائندے اور مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب شامل تھے۔

☆ کانفرنس میں محترم سہیل احمد رضا (ڈائریکٹر انٹر فیتھ ریلیشنز TMQ) کی خصوصی دعوت پر تشریف لانے والے دیگر مذاہب کے نمائندہ افراد نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مسیح برادری کی نمائندگی کرتے ہوئے محترم پروفیسر ریورن ٹونی ولیم (Press veteran church آف پاکستان) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

میں آج کے اس خوبصورت موقع پر مسیح قوم کی طرف سے آپ سب کو عید میلاد کی مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔ جس دور میں لوگ دوسروں کی خوشیاں چھیننے کے درپے ہیں، ایسے دور میں اپنی خوشیوں کو دوسروں کے ساتھ بانٹنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ میں جب یہاں آرہا تھا تو میں یاد کررہا تھا کہ کس طریقے سے ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب نے پاکستان میں بین المذاہب مکالمہ اور ہم آہنگی کو فروغ دیا۔ ان کے اقدام، کاوش اور کوششوں کی وجہ سے آج یہ ممکن ہوا کہ میں مسیحی برادری کی جانب سے یہاں آکر اپنے مسلم بھائیوں کو مبارکباد پیش کررہا ہوں۔

جب ہم حضور ﷺ کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے ان کی زندگی میں ہمیشہ غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات بہت مثبت رہے ہیں۔ چاہے وہ حبشہ میں مسلمانوں کو بھیجنا ہو، چاہے وہ میثاقِ مدینہ ہو یا نجران کے مسیح وفد کے ساتھ ان کی وہ یادگار بیٹھک جس میں انہوں نے نجران کے وفد کو نہ صرف اپنے پاس خانۂ خدا میں آنے کا موقع دیا بلکہ جب ان کی عبادت کا وقت ہوا تو حضور ﷺ نے نجران کے اس وفد کو موقع دیا کہ وہ اپنے وقت پر خانۂ خدا کے اندر ہی اپنی عبادت کریں۔ یہ وسعتِ قلبی جو حضور ﷺ کے اندر تھی اس سنت کو آج جب میں یہاں کھڑا ہوں تو مجھے لگ رہا ہے کہ ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب بخوبی نبھا رہے ہیں کہ انہوں نے آج موقع دیا کہ ایک ایسا شخص جو کہ غیر مسلم ہے وہ آپ کے درمیان آسکے۔ اس خوبصورت موقع پر یہ چاہتا ہوں کہ اس پیغام کو اور زیادہ پھیلایا جائے۔ یہ محبت و اپنائیت کا پیغام ہے جسے ڈاکٹر صاحب نے اپنی خدمات کے وسیلے سے نہ صرف پاکستان کے طول وعرض میں بلکہ دنیا بھر میں فروغ بخشا ہے۔

☆ ہندو برادری کی نمائندگی محترم پنڈت بھگت لال کھوکھر نے کرتے ہوئے کہا: آج کی اس مقدس میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس میں آپ سب کے لیے، پورے عالم کے لیے اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول مانگتا ہوں۔ تمام امتِ مسلمہ کو مبارکباد کہ آقا ﷺ کے واسطے ہی مالکِ کائنات نے کائنات کو تخلیق کیا۔ میں اس موقع پر حضور ﷺ کی شان میں چند نعتیہ اشعار پیش کرنا چاہوں گا:

میرے سینے کی دھڑکن ہیں، میری آنکھوں کے تارے ہیں
سہارا بے سہاروں کا، خدا کے وہ دلارے ہیں

سمجھ کر تم فقط اپنا انہیں تقسیم نہ کرنا
نبی جتنے تمہارے ہیں، اتنے ہمارے ہیں
سبق جس نے محبت کا ہر اک انسان کو سکھلایا
مقدس راستہ دے کر دین، دنیا میں پھیلایا
مجھے اپنا کہو، چاہے مجھے تم غیر کہہ دینا
نہیں ہے جو محمد کا، ہمارا ہو نہیں سکتا
عشق ہوجائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ تو نہیں

☆ صدر منہاج القرآن یوتھ لیگ محترم مظہر محمود علوی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ کل قیامت کے دن مال و دولت نفع بخشی کا باعث نہیں بنے گی بلکہ اللہ کی بارگاہ میں پاک صاف دل نفع بخشی کا باعث بنے گا۔ وہ دل جو قلبِ سلیم ہے یہی بخشش اور نفع بخشی کا ذریعہ بنے گا۔ کوئی دل اس وقت ہی قلبِ سلیم کے مقام پر فائز ہوتا ہے جب اس دل کے اندر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہوگی۔ اگر اس دل کے اندر دنیا کی محبت ہوگی تو یہ دل قلبِ مریض بن جائے گا۔ اس دل کو قلبِ سلیم بنانے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کے مقام و مرتبہ سے آشنائی بے حد ضروری ہے۔ اس ضمن میں شیخ الاسلام کے خطابات اور کتب ہمارے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ شیخ الاسلام کی جملہ کاوشیں حضور ﷺ کے عشق کے فروغ، اصلاحِ احوال اور انسان کو قلبِ سلیم کے مالک قلب کا حامل بنانا ہے۔ منہاج یوتھ لیگ سٹڈی سرکلز فار یوتھ کے ذریعے اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش میں مصروفِ عمل ہے۔

☆ صدر منہاج القرآن علماء کونسل محترم علامہ امداد اللہ خان قادری نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ اللہ کا فضل ہے کہ شیخ الاسلام نے عقائد سے لے کر معاملات تک، معاملات سے لے کر عبادات تک ہر موضوع پر ایسا قلم اٹھایا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کا مجددانہ کام، آپ کی کاوش اور محنت کے سبب رہتی دنیا تک آپ کا یہ کام اور نام تابندہ رہے گا۔ کوئی دور ایسا تھا کہ جب عقائد کی بات ہوتی تو چند مخصوص کتابوں سے حوالہ جات پیش کیے جاتے تھے۔ آج الحمدللہ بڑے بڑے علماء کرام، مدرسین، فاضلین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام کو عمر خضر عطا فرمائے کہ انہوں نے علم کا سمندر جمع کر کے ہمارے ہاتھ میں تھما دیا ہے۔

☆ منہاج القرآن ویمن لیگ کی نمائندگی کرتے ہوئے محترمہ ثناء حفیظ نے کہا کہ تاجدارِ کائنات ﷺ سے قلبی تعلق ہی ہماری زندگی کی سب سے قیمتی متاع ہے۔ ایمان کا وجود، اعمال کی قبولیت اور قربِ الٰہی کا انحصار اسی تعلق پر استوار ہے۔ گذشتہ صدی میں قریب تھا کہ خارجی فکر سینوں میں محبتِ رسول ﷺ کے چراغوں کی روشنی کو گُل کر کے مسلمانوں کو حبِ رسول ﷺ اور ایمان کے نور سے محروم کر دیتی کہ ایسے میں اللہ رب العزت نے امتِ محمدیہ کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی صورت میں ہمہ جہت خصوصیات کی حامل ایک ایسی ہستی عطا فرمائی جس نے گزشتہ نصف صدی میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر پیدا ہونے والے ہر فتنے اور آنے والے ہر چیلنج کا مقابلہ کر کے تجدید کا حق ادا کیا۔ شیخ الاسلام نے اس امت کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو اپنے اخلاق اور سیرت و کردار کو سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے نقوشِ سیرت پر استوار کرنے کا پیغام دیا ہے۔ آپ نے آج کی عورت کو ماتھوں پر سجدوں کا نور، دلوں میں حضور ﷺ کے عشق کا سرور، آنکھوں میں ایمان کی چمک، چہروں پر عصمت و حیا کا رعب اور طہارت و استقامت کو بطور دائمی کردار اپنانے کا درس دیا۔

☆ مرکزی صدر MSM محترم چوہدری عرفان یوسف نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج پورے پاکستان کے اندر میلاد کا جو غلبہ، شان وشوکت اور کلچر بنتا ہوا دیکھ رہے ہیں یقیناً اس میں تحریک منہاج القرآن کا بہت بڑا کردار ہے۔ شیخ الاسلام نے 39 سال پہلے جو پودا لگایا تھا، آج اس کے اثرات عالمی سطح تک پہنچ چکے ہیں۔ آج پاکستان کے تعلیمی اداروں کے اندر محافل ذکر اور محافل میلاد سجائی جاتی ہیں، مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کے زیر اہتمام طلبہ کے اندر پانچ ہزار درود سرکلز کا انعقاد ہوتا ہے۔ MSM کا پلیٹ فارم آج تعلیمی اداروں کے اندر فروغِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔ آج ہمارے زوال کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے تعلیماتِ مصطفیٰ ﷺ کو چھوڑ دیا جن کو اپنا کر ہم سپر پاور بنے تھے۔ آیئے! آج ہم یہاں سے ایک عزم لے کر جائیں اور ذات و تعلیماتِ مصطفیٰ ﷺ سے اپنے ٹوٹے ہوئے تعلق کو پھر سے جوڑیں۔

☆ ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے جملہ مہمانان گرامی اور شرکاء کانفرنس کو خوش آمدید کہا اور جشن میلاد النبی ﷺ کی مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے عالمی میلاد کانفرنس کے انتظام و انصرام پر منہاج القرآن کی جملہ تنظیمات، فورمز

بالخصوص محترم جواد حامد اور انکی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کی کہ جن کی شبانہ روز کاوشوں سے اس عظیم اجتماع کا انعقاد ممکن ہوا۔ انہوں نے کہا کہ تحریک منہاج القرآن عشقِ مصطفیٰ ﷺ کو اجاگر کرنے کی تحریک ہے۔ جس کا مطمع نظر یہ ہے کہ

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں عشقِ محمد ﷺ سے اجالا کردے

39 سال پہلے جب تحریک منہاج القرآن کی ابتداء ہوئی تو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس ملک کی گلی گلی، قریہ قریہ، نگر نگر میں محبت مصطفیٰ ﷺ اور عشق رسول کا جو پودا لگایا، آج اس کی خوشبو سے اس ملک کا قریہ قریہ مہک رہا ہے۔ شیخ الاسلام کا زریں کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے علم اور عمل دونوں سطحوں پر جدوجہد کرتے ہوئے دنیا بھر میں ہزاروں میلاد کانفرنسز میں علمی، فکری اور روحانی خطابات کئے۔ میلاد النبی ﷺ، عشق و محبت رسول، عقیدۂ رسالت اور سیرت النبی ﷺ کے عنوان سے درجنوں کتابیں تحریر کیں اور دنیا بھر میں ہزاروں حلقات درود اور گوشہ درود قائم کرکے اسی امت کا حضور ﷺ کی بارگاہ سے ٹوٹا ہوا تعلق نہ صرف جوڑا بلکہ مضبوط کردیا۔ آپ نے دہشت گردی کا تدارک اور امن کے فروغ کے لیے عالمی میڈیا پر سیکڑوں انٹرویوز اور دنیا بھر میں ہزاروں کانفرنسز کے ذریعے اسلام کا پرامن چہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔

تحریک منہاج القرآن اپنے قائد کے اس عظیم مشن میں پیش پیش ہے اور اس مشن کی خاطر ہر سال ایک نئے جوش و ولولے کے ساتھ ایک عظیم الشان اجتماع منا کر یہ عہد کرتی ہے کہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا جو پودا تحریک منہاج القرآن نے لگایا، اس پودے کو پانی دینا، اس کی حفاظت کرنا بھی تحریک کا فرض ہے اور تحریک فروغِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے عالمی میلاد کانفرنس ہو، گوشہ درود ہو یا ملک بھر میں حلقات درود وفکر کا اہتمام، اپنی تمام تر کاوشیں ہمیشہ بروئے کار لاتی رہے گی۔

☆ صوبائی رہنما پاکستان تحریک انصاف محترم صمصام علی بخاری نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام کا خطاب روح پرور ہوتا ہے جو علم بھی دیتا ہے اور تربیت بھی کرتا ہے۔ یقین کیجئے کہ میرا اور ان کا محبت کا جو رشتہ ہے وہ ہر دن کے ساتھ ساتھ بڑھتا جارہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آقا دو جہاں ﷺ اور اہلِ بیت اطہار کے ذکر کو جس طرح فروغ دیا ہے وہ واقعی ہی Revival (تجدید) ہے۔ اس کے لیے میں تحریک کے ایک ایک فرد کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ ایک ایسے آدمی کی تقلید کررہے ہیں جو آپ کو صراطِ مستقیم پر چلارہا ہے۔ اقبال نے کہا تھا کہ ''ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی''، یقین جانیے کہ وہ نمی ڈاکٹر صاحب کی گفتگو پیدا کرتی ہے۔

خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

36 ویں عالمی میلاد کانفرنس کے موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ''قرآن اور ادب و تعظیمِ نبوی ﷺ'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اِنَّـآ اَرْسَلْنٰـكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا. لِّتُؤْمِنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا.

''بے شک ہم نے آپ کو (روزِ قیامت گواہی دینے کے لیے اعمال و احوالِ امت کا) مشاہدہ فرمانے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور آپ (ﷺ کے دین) کی مدد کرو اور آپ (ﷺ) کی بے حد تعظیم و تکریم کرو، اور (ساتھ) اللہ کی صبح و شام تسبیح کرو''۔ (الفتح، ۴۸: ۸،۹)

پہلی آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم ﷺ کی چار شانیں بیان فرمائی ہیں:

پہلی شان: رسالت، دوسری شان: شہادت، تیسری شان: خوشخبری سنانے والا، چوتھی شان: ڈر سنانے والا۔

یعنی اے لوگو! ہم نے رسول مکرم ﷺ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر اس لیے مبعوث کیا تاکہ تم ان کے ذریعے اللہ پر ایمان لے آؤ۔ دوسری آیت کریمہ میں خطابِ الٰہی امت کی طرف ہوگیا کہ جب رسول اللہ ﷺ میرا پیغام لے کر تمہارے پاس تشریف لے آئیں تو تم پر لازم ہے کہ کمال درجہ تعظیم و توقیر کے ساتھ ان کی مدد و نصرت کرو اور ایسے مددگار بن جاؤ کہ جب ان کے دشمن ان پر ہاتھ اٹھائیں تو نہ صرف تم ان کا دفاع کرو بلکہ ان کی مدد بھی کرو۔

اس مدد و نصرت سے مراد مجرّد اور مطلق مدد نہیں جو عام طور پر لوگ سوسائٹی میں کمزور و ناتواں لوگوں کی کرتے ہیں بلکہ اس سے مراد ایک خاص مدد ہے جو انسان اپنی محبت و تعظیم کے

بدلے میں بجا لاتا ہے۔ لہٰذا تُعَزِّرُوْهُ کے ذریعے یہ حکم دیا جارہا ہے کہ تمہارے اندر محبتِ دین کا ایسا جذبہ ہو کہ تم اس دین کے پیغام کو فروغ دینے والے اور اس پر اٹھنے والے اعتراضات و اشکالات کا حقیقی معنی میں ازالہ کرنے والے بن جاؤ۔

پھر فرمایا: وَتُوَقِّرُوْهُ کہ ان کی اس قدر تعظیم و توقیر کرو کہ تمام حدیں پار کر جاؤ، صرف ایک حد برقرار رہے کہ انہیں خدا اور خالق نہ بناؤ، اس کے علاوہ تعظیم و توقیر میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔ تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کے الفاظ میں مبالغہ پایا جاتا ہے جیسے اللہ رب العزت نے اپنی تسبیح بیان کرنے کے لیے فرمایا: وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا. یعنی اے لوگو! جیسے تم صبح و شام اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے میری تسبیح بیان کرتے ہو ویسے ہی میرے محبوب کی تعظیم و توقیر بھی بجالاؤ۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم دے کر امت کو آپ ﷺ کا ادب سکھا رہا ہے۔

اس آیت کریمہ کے تحت چار حکم آئے ہیں:

پہلا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے مشترک ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ۔

دوسرا اور تیسرا حکم حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے خاص ہے کہ میرے حبیب کی تعظیم و توقیر کرو۔

چوتھا حکم اللہ کے لیے خاص ہے کہ اس کی تسبیح بیان کرو۔

حضرت ابن عباس نے تُعَزِّرُوْهُ کی تفسیر میں وَتُجَلِّلُوْهُ کا لفظ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی بڑائی بیان کرو۔ کتنی بڑائی؟ اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی۔

حضرت امام جعفر الصادق نے تُعَزِّزُوْهُ کا لفظ استعمال کیا یعنی آپ ﷺ کو عزیز جانو۔ گویا آپ ﷺ کی اس قدر عظمت جانو اور آپ ﷺ کے مقام کو اس قدر بلند مانو کہ تمہاری عقلیں اس کا احاطہ کرنے سے قاصر آجائیں۔

مفسرین نے وَتُعَزِّرُوْهُ کی تشریح میں عَزِّمُوْهُ کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ جس کا مطلب ہڈی ہوتا ہے۔ جیسے انسانی جسم ہڈیوں پر قائم ہے، اسی طرح ایمان کا وجود حضور ﷺ کی عظمت و بڑائی کا اقرار کرنے سے قائم رہ سکتا ہے۔

حضور ﷺ کی عظمت کو بڑا جانو۔ تمہاری عقل پست ہے اور حضور ﷺ کی ذات بلند ہے، اس لیے آپ ﷺ کی ذات پر بحث نہ کرو۔ صرف ایک حد رکھو کہ حضور ﷺ کی ذات کو خدا نہ جانو باقی تمام حدیں چھوڑ دو۔ اس لیے کہ جب خود خدا نے حد نہیں رکھی تو ہم حد قائم کرنے والے کون ہوتے ہیں۔

حضور ﷺ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ کو کوہِ طور پر بلایا تو حد قائم کردی مگر جب اپنے حبیب ﷺ معراج پر بلایا تو حدیں ختم کردیں۔ یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے اور معجزہ وہ ہوتا ہے جس کے سمجھنے سے عقل عاجز آجائے۔ آپ ﷺ کے معجزات کی حقیقت یہ ہے کہ چاند کو اشارہ کریں تو وہ دو ٹکڑے ہوجائے مگر عقل نہیں سمجھتی کہ یہ کیا ہے۔۔۔؟ درخت جھک کر سلام کریں تو عقل نہیں سمجھتی۔۔۔ پتھر کلمہ پڑھیں تو عقل نہیں سمجھتی کہ یہ کیا ہے۔۔۔؟ آپ ﷺ معراج پر چلے جائیں تو یہ بہت بڑا معجزہ ہے جس پر عقل عاجز آجاتی ہے۔۔۔ لہٰذا فرمایا: میرے محبوب ﷺ کی شان کو اتنا بلند جانو کہ تمہاری عقلیں عاجز آجائیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے ادب کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھو۔ صحابہ کرامؓ کے واقعات سے کتبِ احادیث بھری پڑی ہیں۔ صحابہ کرام کے عقیدے کا عالم یہ تھا کہ ان کی عقل بھی حضور ﷺ کے مقام کا احاطہ نہیں کرسکتی تھیں۔ ادب کی دینِ اسلام میں بہت زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے۔ تاریخ میں کئی مثالیں ملتی ہیں کہ کبار اولیاء و صلحاء کسی نہ کسی قرینۂ ادب کی وجہ سے ولایت کے اعلیٰ مقام پر پہنچے۔ الغرض قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر ادب کے احکامات ملتے ہیں۔

قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ بیان کیا کہ فرعون نے اس وقت کے تمام بڑے بڑے جادوگروں کو حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے کے لیے اکٹھا کیا اور وہ تمام جادوگر اپنے شاگردوں سمیت بڑی تعداد میں پیش ہوئے۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے دو مکالموں کو بیان کیا ہے۔ پہلا مکالمہ جادوگروں کا فرعون کے ساتھ ہوا کہ اگر ہم غالب آگئے تو کیا اجرت ملے گی؟ قرآن مجید میں ہے کہ

وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ. قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ.

’’اور جادوگر فرعون کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: یقیناً ہمارے لیے کچھ اجرت ہونی چاہیے بشرطیکہ ہم غالب آجائیں۔

فرعون نے کہا: ہاں! اور بے شک (عام اجرت تو کیا اس صورت میں) تم (میرے دربار کی) قربت والوں میں سے ہو جاؤ گے‘‘۔ (الاعراف،۷: ۱۱۳، ۱۱۴)

فرعون نے انہیں دنیا کی دولت و عزت اور اپنی قربت سے نوازنے کا وعدہ کیا۔

دوسرا مکالمہ جادوگروں کا حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ہوا۔ قرآن مجید میں ہے کہ

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ. (الاعراف،۷: ۱۱۵)

’’ان جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ! یا تو (اپنی چیز) آپ ڈال دیں یا ہم ہی (پہلے) ڈالنے والے ہوجائیں‘‘۔

اس مکالمہ میں انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے باقاعدہ اجازت طلب کی کہ پہلے آپؑ اپنے کمال کا اظہار کریں گے یا ہم اپنے جادو کو ظاہر کریں؟

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے جادوگروں کی طرف سے بولے جانے والے مؤدبانہ کلمات کا ذکر کیا ہے حالانکہ وہ جادوگر یہ الفاظ نہ بھی بولتے تو کوئی فرق نہ پڑتا، اس لیے کہ وہ تو کافر ہی تھے۔ وہ یوں بھی کر سکتے تھے کہ موسیٰؑ سے مخاطب ہوکر پوچھنے کی بجائے براہِ راست حملہ کردیتے۔ مگر انہوں نے رسول کا ادب کیا، جس کے صلہ میں اللہ نے ان کو ایمان کی دولت سے نواز دیا۔ یہ ادب انہوں نے حالتِ کفر میں کیا لیکن اللہ نے ان کے اس ادب کو بھی رائیگاں نہ جانے دیا اور اس کا صلہ بصورتِ ایمان اُن کو عطا کردیا۔ اگر حالتِ کفر میں ادب کا صلہ یہ ملتا ہے تو اگر کوئی حالتِ ایمان کے ساتھ ادب بجالائے تو اس کے صلہ کا عالم کیا ہوگا۔

اب میلاد النبی ﷺ کے منانے کا اجر بھی سن لیں۔ ابولہب نے جب اپنے بھائی کے گھر بچے کی پیدائش کی خبر لینے کے لیے اپنی لونڈی کو بھیجا اور اس نے واپس آکر بیٹے کی خوشخبری دی تو اس نے بھتیجے کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ نامی لونڈی کو آزاد کردیا۔ جن دو انگلیوں کے اشارے سے لونڈی کو آزاد کیا، اس کے مرنے کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور اس کے احوال پوچھے تو اس نے کہا کہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں لیکن ہر سوموار کو اِن دو انگلیوں سے جن سے میں نے ثویبہ کو آزاد کرنے کا اشارہ کیا تھا، ان سے نکلنے والے چشمے سے اللہ تعالیٰ مجھے سیراب کرتا ہے اور عذاب میں تخفیف کرتا ہے۔ حضور ﷺ کی آمد کی خوشی میں اگر کافر کو بھی اجر مل رہا ہے تو مومن اگر اس خوشی کو منائے گا تو اس کو ملنے والے اجر و ثواب کا اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا۔ ❁❁❁❁❁

قائد ڈے نمبر فروری 2020ء

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 69 ویں سالگرہ کے موقع پر حسبِ روایت امسال بھی ماہنامہ منہاج القرآن قائد ڈے نمبر شائع کرنے کا اعزاز حاصل کررہا ہے۔ یہ شمارہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قومی و بین الاقوامی سطح پر امن و محبت کے فروغ اور بیداریٔ شعور کیلئے کی جانے والی ہمہ جہتی خدمات پر مشتمل ہوگا۔

اس سلسلے میں آپ بھی ماہنامہ منہاج القرآن کو اپنی خصوصی معیاری تحریریں بھجواسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں قائد ڈے کے موقع پر آپ کی طرف سے **مبارکبادی پیغامات** کی صورت میں اشتہارات کی بکنگ بھی جاری ہے۔

آپ اپنی تحریر، مضامین اور اشتہارات سے متعلقہ اشاعتی مواد مورخہ یکم جنوری 2020ء تک ماہنامہ منہاج القرآن 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور ارسال کرسکتے ہیں۔

فون: 042-111-140-140 Ext-128، mqmujallah@gmail.com

سیکڑوں موضوعات پر 596 کتب کا تحفہ

حقیقتِ مشاجراتِ صحابہ | خُلقِ عظیم کا پیکرِ جمیل | نزولِ مسیح ابنِ مریم

فلسفہ حیات فی الاسلام | امام اعظمؓ کی علمِ حدیث میں خدمات

36 ویں عالمی میلاد کانفرنس کے موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی نئی کتب کا تعارف

رپورٹ: محمد فاروق رانا (ڈائریکٹر، FMRi)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے 80ء کی دہائی کے آغاز میں جب عالمی سطح پر تجدید و احیاء اسلام کا آغاز کیا تو سب سے پہلے تحریر کو فوقیت دی۔ لہٰذا اُمتِ مسلمہ کی رہنمائی اور رشد و ہدایت کے لیے عصری تقاضوں کے عین مطابق جو علمی و تحقیقی کام شروع کیا اس کے نتیجے میں آپ کی سب سے پہلی کتاب ''نظامِ مصطفیٰ ﷺ: ایک انقلاب آفریں پیغام'' کے عنوان سے 1978ء میں منظرعام پر آئی۔

یہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا اعجاز اور معنوی کرامت ہے کہ اِس وقت تک اُردو، عربی اور انگریزی میں ان کی 596 کتب طبع ہوکر منظرعام پر آچکی ہیں۔ ان کتب کے صفحات سوا لاکھ (1,25,000) سے زائد ہیں۔

تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر واقع فرید ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) حضرت شیخ الاسلام کے رُشحاتِ قلم اور خطابات کی کتابی شکل میں طباعت کے لیے شب و روز کوشاں ہے۔ شیخ الاسلام کی طرف سے کتاب کی تکمیل کے بعد قبل از طباعت اُمور کی تکمیل ایک ہی چھت تلے کی جاتی ہے۔

فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi) کا باقاعدہ قیام 7 دسمبر 1987ء کو عمل میں لایا گیا۔ اس شعبے کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ شعبہ براہِ راست مجددِ رواں صدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی زیرنگرانی فرائض سرانجام دیتا ہے اور تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے چیئرمین محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اس کی سرپرستی فرماتے ہیں اور اس وقت یہ شعبہ آپ کی زیرِنگرانی انتہائی مستعدی سے اپنے اَہداف کے حصول کی جانب گامزن ہے۔

36 ویں عالمی میلاد کانفرنس کے موقع پر شیخ الاسلام کی درج ذیل کتب زیورِطبع سے آراستہ ہوکر منظرعام پر آئیں:

ا۔ نزولِ مسیح ابن مریم علیہ السلام (عُمْدَةُ الصَّفَاءِ فِي نُزُوْلِ الْمَسِيْحِ ابْنِ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ)

فی زمانہ منکرینِ ختمِ نبوت اور جھوٹے مدعیانِ نبوت نے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے قریب لانے اور ان کے ایمان کو غارت کرنے کے لیے نیا لبادہ اوڑھ لیا ہے۔ جس شخص کو نبی ثابت کرتے ہیں، پہلے اُسے مسیح موعود بنا کر پیش کرتے ہیں۔ حالاں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مسیح موعود کی نشانیاں واضح طور پر بیان فرما دی ہوئی ہیں اور یہ علامات احادیثِ صحیحہ میں وارِد ہوئی ہیں۔ قربِ قیامت میں جس شخصیت پر یہ علامات ظاہری و معنوی طور پر صادق آئیں گی وہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہوں گے اور انہی کو مسیح موعود کہا گیا ہے۔

چالیس احادیث پر مشتمل اِس اَربعین میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے وارد شدہ احادیث مبارکہ اور آثارِ صحابہ کے ذریعے مسیح موعود کا جھوٹا دعوی کرنے والوں کو بے نقاب کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ مسیح موعود صرف سیدنا عیسی ابن مریم علیہ السلام کی ذاتِ اقدس ہے۔

۲۔ حقیقتِ مشاجراتِ صحابہ ﷺ (دَفْعُ الْاِرْتِيَابِ فِيْمَا وَقَعَ مِنَ الْمُشَاجَرَةِ بَيْنَ الْاَصْحَابِ ﷺ)

اس کتاب میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے صحابہ کرام ﷺ کے مابین بشری تقاضوں اور وقتی فتنوں کے باعث واقع ہونے والے تنازعات کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے:

پہلے باب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ان مشاجرات کی وجہ سے صحابہ کرام ﷺ پر زبانِ طعن دراز کرنا ہرگز جائز نہیں، اِن معاملات میں اُمت کو معتدل، متوازن اور مناسب رویہ اختیار کرتے ہوئے طعن سے اجتناب کرنے کا حکم ہے۔

دوسرے باب میں احادیث نبوی، آثارِ صحابہ اور اُصول الدین کے ائمہ کے اَقوال کی روشنی میں بتلایا گیا ہے کہ ان مشاجرات میں اور بالخصوص سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت امیر معاویہ ﷺ کے باہمی تنازعہ میں چوتھے خلیفہ راشد امیر المؤمنین سیدنا علی ﷺ ہی حق پر تھے اور آپ کی خلافت علی منہاج النبوہ قائم تھی۔

کتاب کے آخری باب میں جملہ صحابہ کرام ﷺ کے لیے وجوبِ تعظیم اور لعن وطعن کی سخت ممانعت کے حوالے سے احادیث نبویہ اور اَقوالِ ائمہ پیش کیے گئے ہیں۔

اس شاہ کار تصنیف میں شیخ الاسلام نے زیر بحث معاملہ میں اُمت کے عقیدہ صحیحہ کو واضح کیا ہے۔

۳۔ خُلقِ عظیم کا پیکرِ جمیل ﷺ (أَطْيَبُ الشِّيَم مِنْ خُلُقِ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَم ﷺ)

اس کتاب میں شیخ الاسلام کا اپنا تحریر کردہ ایک جامع مقدمہ بھی شامل ہے جس میں اِس موضوع کے دقیق نکات کو انتہائی سہل انداز میں سلجھایا گیا ہے۔ یہ کتاب حضور نبی اکرم ﷺ کے اخلاق اور اُسوہ کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ کے فرمان - كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن - کی تفصیلات کا نہ صرف احاطہ کرتی ہے بلکہ انہیں مزید کھول کر بیان کرتی ہے۔

اس کتاب میں حضور نبی اکرم ﷺ کے اَخلاقِ حسنہ اور عاداتِ مبارکہ کے ایک سَو سے زائد پہلو مع اُردو ترجمہ اور حوالہ جات بیان کیے گئے ہیں۔

۴۔ امامِ اَعظمؒ کی علمِ حدیث میں خدمات پر 5 کتب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی اِمام اَعظم امام ابو حنیفہ ﷺ کی علم الحدیث میں اِمامت و ثقاہت اور خدمات پر 5 کتب طبع ہوکر منظر عام پر آئی ہیں:

۱۔ مروياتِ اِمامِ اَعظم ﷺ

۲۔ اِمامِ اَعظم ﷺ کی عدیم المثال اِمامت و ثقاہت (ائمہ و محدّثین کی نظر میں)

۳۔ اِمامِ اَعظم ﷺ کے شیوخ میں اَکابر محدّث تابعین

۴۔ اِمامِ اَعظم ﷺ کے تلامذہ میں جلیل القدر ائمہ حدیث

۵۔ اِمامِ اَعظم ﷺ کا علم الحدیث میں عظیم تبحّر

ان پانچ کتب میں - جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے - امام اَعظم ابو حنیفہ ﷺ کے علم الحدیث میں عظیم تبحر اور مہارت، علم الحدیث کے لیے ان کی گراں قدر خدمات اور ائمہ ومحدثین کی نظر میں امام اَعظم کے عدیم المثال امامت وثقاہت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں امام اَعظم کے تلامذہ میں جلیل القدر ائمہ حدیث کا بھی تفصیلی بیان ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ نہ صرف علم الحدیث میں بلند پایہ مقام رکھتے تھے، بلکہ انہوں نے اِس میدان میں عظیم تلامذہ بھی تیار کیے ہیں۔ اب جس ہستی کے تلامذہ اتنے عظیم ہوں، اس کے شیوخ کا کیا عالم ہوگا۔ لہٰذا ایک کتاب صرف اس موضوع پر ہے کہ اِمامِ اَعظم ﷺ کے شیوخ میں اَکابر محدّث تابعین کتنے تھے اور کون کون تھے۔

۵۔ حُكْمُ السَّمَاعِ عَنْ أَهْلِ الْبِدَعِ وَالْأَهْوَاء

حضور نبی اکرم ﷺ چونکہ قیامت تک لوگوں کی راہنمائی کے لیے مبعوث ہوئے ہیں اس لیے لازم تھا کہ آپ ﷺ کے اَقوال و اَفعال اور اَحوال و معاملات بھی محفوظ رہیں۔ یہ ایک مسلّمہ اَمر ہے کہ کائنات کے پہلے انسان سے لے کر آج تک سب سے زیادہ محفوظ آپ ﷺ کے حالات اور تعلیمات ہیں۔ مسلمانوں کے اس کارنامے کو اپنے بیگانے سب تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے اَقوال و اَفعال اور حالات کے ایک ایک جزء کو نہایت اَحسن انداز سے محفوظ کیا ہے۔

اگرچہ جرح و تعدیل کا کام عہدِ صحابہ ﷺ سے ہی شروع ہو چکا تھا مگر خوارج و روافض اور اہلِ بدعت کے ظہور کے بعد اچھی طرح چھان پھٹک اور تحقیق و تفتیش کر کے روایت قبول کی جاتی تھی۔ امام ابن سیرین فرماتے ہیں کہ صحابہ و تابعین اِسناد کے متعلق سوال نہیں کرتے تھے مگر جب فتنوں کا دور شروع ہوا تو حدیث لیتے وقت اہلِ سنت اور اہلِ بدعت کی پرکھ کی جاتی تھی اور اہلِ بدعت کی روایات ترک کر دی جاتی تھیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس کتاب میں نہایت عالمانہ اور اُصولی انداز میں اہلِ بدعت کا ظہور، بدعتی کی روایت کا حکم، علماء کا ان کے ساتھ تعامل اور ان کی روایات قبول کرنے کے لیے علماء کی کڑی شرائط بیان کی ہیں۔ اس کتاب کا نہایت اہم اور بصیرت افروز حصہ وہ ہے جس میں شیخ الاسلام نے اہلِ بدعت سے تخریجِ حدیث میں شیخین یعنی امام بخاری اور امام مسلم کا منہج بیان کیا ہے۔ نفسِ مسئلہ کی تمام جزئیات کے اِحاطہ کے لیے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔

۶۔ فَلْسَفَةُ الْحَيَاةِ فِي الْإِسْلَام

اس کتاب میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے زندگی کو قرآنی ہدایت کے تابع رکھ کر گزارنے کا نصب العین عطا فرمایا ہے اور فلسفہ زندگی کا ایک وسیع تصور پیش کیا ہے۔ شیخ الاسلام کی یہ تصنیف اسلامی فلسفہ زندگی کی درج ذیل جہات کو بیان کرتی ہے:

☆ شیخ الاسلام نے ہدایت کے مدارج ثلاثہ، عرفان الغایۃ، اراءۃ الطریق اور ایصال الی المطلوب پر تفصیلی بحث قلمبند کی۔

☆ قرآنی ہدایت کے ذریعے انسانی زندگی کا مقصدِ تخلیق بیان کیا گیا ہے۔

☆ انفرادی زندگی کے نصب العین اور اس کی غرضِ تخلیق کے شعور کو اجاگر کیا گیا ہے۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ انسان کی انفرادی زندگی کا نصب العین اخلاقی کمال ہے اور اخلاقی کمال کی اعلیٰ ترین صورت رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ شیخ الاسلام نے حصولِ نصب العین کی عملی اساس ''انفاق فی المال'' کو قرار دیا ہے اور اسکی عملی مثال ''مواخاتِ مدینہ'' کی دی ہے۔ اسی طرح حصولِ نصب العین کی جد و جہد کا نمونہ کمال اور معیارِ عمل اُسوۂ محمدی ﷺ اور انعام یافتہ بندوں کو قرار دیا گیا ہے۔

یہ کتاب انسان کو اس کے مقصدِ تخلیق اور نصب العین کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور حصولِ مقصد کی ضمانت فراہم کرتی ہے۔

❁❁❁❁❁

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم علمی و روحانی شخصیت خواجہ محمد لعل قندوزی المعروف بہ حضرت استاد صاحب مبارک رحمہ اللہ (از قندوز افغانستان) کے خلیفہ اجل مولانا محمد ہاشم سمنگانی خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ محترم ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی (اسسٹنٹ پروفیسر COSiS، سربراہ شعبہ عربی FMRi) کے ماموں جان، محترم محمد امین ساجد (ضلعی نائب ناظم TMQ اوکاڑہ) کے برادر نسبتی، ممانی جان اور خالہ جان، محترم ذوالفقار احمد (ناظم ویلفیئر TMQ اسلام آباد NA-52) کے والد، محترم قاری غلام شبیر سیالوی کے دوست محترم سید خالد حسین کے والد سید عنایت حسین (گجرات)، محترم قاری محمد حسین کے بہنوئی محترم حاجی اعظم (گجرات)، محترم محمد عظیم مصطفوی (جنرل سیکرٹری PAT گوجرہ) کی والدہ، محترم چوہدری محمد لطیف لنگڑیال (صدر MQI کوٹلہ اربعلی خان) کی بھانجی، محترم مختار احمد (کوٹلہ اربعلی خان) کے چچا محترم بہادر خان لنگڑیال، محترم شاہد اقبال بھٹی (ٹیکسلا) کے والد محترم حاجی غلام مصطفیٰ بھٹی، محترم حافظ نوید احمد قادری (حافظ آباد) کے نانا کے بھائی محترم محمد شبیر خان، محترم منیر احمد چشتی (حافظ آباد) کی والدہ، محترم ممتاز علی نعیم سلطانی (حافظ آباد) کی بیٹی، محترم احسان احمد کیلانی (حافظ آباد) کی والدہ، محترم شفقت اللہ شفیق (سابق ناظم مالیات TMQ) کی اہلیہ اور محترم عبدالمجید فوجی (حافظ آباد) کا بیٹا محترم عدنان مجید قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

قائداعظم علیہ الرحمہ کا تصورِ پاکستان

تحریکِ پاکستان کا مقصد زمین کا ٹکڑا حاصل کرنا نہیں بلکہ تہذیب و تمدن اور اسلامی تعلیمات کو عملی شکل دینا تھا

محبوب حسین

تحریکِ پاکستان کی بنیاد اس نظریہ پر تھی کہ مسلمان ہندوؤں سے الگ ایک قوم ہیں اور ان کی قومیت کی بنیاد اسلام پر ہے۔ اگرچہ یہ کوئی نیا تصور نہیں تھا کیونکہ مسلمان ہمیشہ سے خود کو ایک مستقل قوم سمجھتے آئے تھے اور انہوں نے اپنی اس حیثیت کو ختم کر کے خود کو کبھی دوسری قومیت میں ضم نہیں کیا۔ یورپ کے تصورِ قومیت کے تحت قومیت کی بنیاد زبان، نسل اور وطن پر ہوتی ہے اور مذہب کا قومیت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ قومیت کا یہ تصور مسلمانوں کو قبول نہیں تھا کیونکہ اس طرح ان کا جداگانہ وجود بھی خطرے میں پڑتا تھا اور یہ تصور اسلامی تعلیمات کے بھی خلاف تھا۔ مذہب اور سیاست اسلام میں دو مختلف چیزیں نہیں ہیں۔ علامہ محمد اقبالؒ بھی وطنیت کو اسلام کا کفن سمجھتے تھے اور مذہب و سیاست کے متعلق انہوں نے کہا تھا:

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے وطن کا نعرہ لگانے کی بجائے یہ نعرہ لگایا کہ ’’ہم مسلمان پہلے ہیں اور ہندوستانی بعد میں‘‘۔

مقصدِ قیامِ پاکستان

قائداعظمؒ نے اپنی تقاریر میں قومیت کے حوالے سے یورپ کے تصور کے بجائے مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کا تصور اور علیحدہ ریاست کے قیام کے مقصد کو بخوبی واضح کیا کہ تحریک پاکستان کا مقصد صرف دنیاوی مقصد حاصل کرنا نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کو عملی شکل دینا بھی اس کا ایک مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 13 جنوری کو اسلامیہ کالج پشاور میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

’’ہم نے پاکستان کا مطالبہ محض زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں پر ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں‘‘۔

ذیل میں قائداعظمؒ کی تقاریر سے چند اقتباس درج کیے جارہے ہیں جن سے اس معاملے میں قائداعظم کے خیالات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے:

۱۔ مارچ 1941ء میں قائداعظم نے ایک تقریر میں کہا:

’’ہم جس اہم جدوجہد میں مصروف ہیں وہ صرف مادی فائدوں کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ جدوجہد فی الحقیقت مسلم قوم کی روح کی بقاء کے لیے ہے‘‘۔

۲۔ جون 1945ء میں انہوں نے کہا:

’’پاکستان کا منشا صرف آزادی و خودمختاری نہیں بلکہ اسلامی نظریہ ہے جو ایک بیش بہا عطیہ اور خزانے کی حیثیت سے ہم تک پہنچا ہے اور جسے ہمیں برقرار رکھنا ہے اور جس کی بابت ہمیں توقع ہے کہ دوسرے بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے‘‘۔

۳۔ ستمبر 1945ء میں کہا:

’’قرآن مسلمانوں کا ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے۔ مذہب، معاشرت، قانون، عدالت اور معاشیات غرضیکہ ہماری مذہبی رسومات سے لے کر روزمرہ کے معاملات تک ہر چیز پر اس کی عمل داری ہے۔

اسلام صرف روحانی احکام اور تعلیمات و مراسم تک محدود نہیں ہے بلکہ ایک کامل ضابطہ حیات ہے جو مسلم معاشرے کو مرتب کرتا ہے‘‘۔

۴۔ نومبر 1945ء میں انہوں نے کہا:

’’مسلمان پاکستان کا مطالبہ اس لیے کررہے ہیں کہ وہ اپنے ضابطہ حیات، اپنی روایات اور اسلامی قوانین کے مطابق حکومت کرسکیں‘‘۔

ہندوستان کے مسلمان جانتے تھے کہ پاکستان بننے سے برصغیر کے تمام مسلمانوں کے مسائل حل نہیں ہوں گے کیونکہ پاکستان سے صرف ان ساٹھ فیصد مسلمانوں کو فائدہ پہنچے گا جن علاقوں پر مبنی الگ ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا جارہا ہے، باقی چالیس فیصد مسلمان آبادی ہندوستان میں اقلیت میں ہوگی اور ہندوؤں کے رحم و کرم پر ہوگی۔ لیکن اس کے باوجود ہندوستان کے مسلمانوں نے تحریکِ پاکستان کی پوری قوت سے حمایت کی۔ انہوں نے ایسا اس لیے کیا کہ اس طرح اسلام کو جدید دور میں عملی شکل میں پیش کرنے کا موقع ملے گا اور وہ یہ امید رکھتے تھے کہ اگر پاکستان میں صحیح معنوں میں اسلامی حکومت قائم ہوگئی تو نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے نجات کا راستہ نکل آئے گا۔

ایک مرتبہ ایک نوجوان نے قائداعظم سے پوچھا:

’’میرے قائد! ذرا غور کیجئے، سارے غیر مسلم اس مطالبے کے شدید مخالف ہیں، ان کے پاس دولت ہے، قوت ہے، برطانوی حکومت بھی اس مطالبہ کی حامی نظر نہیں آتی اور خود مسلمانوں میں بہت بڑا طبقہ ایسا ہے جو اسے ناممکن سمجھتا ہے تو آخر پاکستان کیسے بنے گا؟‘‘۔

قائداعظم نے جواب دیا: ’’میرے بیٹے! شروع میں ہر تحریک کی اسی طرح مخالفت ہوتی ہے۔ کانگریس نے جب آزادی کی تحریک شروع کی تھی تو کتنے آدمی اس کے ساتھ تھے؟ امریکہ نے جب آزادی کا نعرہ بلند کیا تو انگریز کتنے پریشان ہوئے تھے لیکن آج یہی انگریز امریکہ کے یومِ آزادی میں شریک ہوتے ہیں اور اسے مبارکباد دیتے ہیں۔ پاکستان کا مطالبہ عوام کی آواز بنتا جارہا ہے۔ جو آج ہمارے مخالف ہیں کل تائید کریں گے۔ پاکستان ضرور بنے گا‘‘۔

قائداعظم کی یہ بات جلد ہی صحیح ثابت ہوگئی۔ قرار دادِ پاکستان کی منظوری کے سات سال بعد جب انگریزوں نے برصغیر کو آزاد کردینے کا فیصلہ کیا تو اس کے ساتھ ہی انہوں نے پاکستان کا مطالبہ بھی تسلیم کرلیا۔ کانگریس کو بھی آخر کار اس مطالبہ کے آگے جھکنا پڑا۔

قائداعظم کی کانگرس میں شمولیت اور علیحدگی کی وجوہات

قائداعظم محمد علی جناح جدید دور کی وطنی سیاست سے آگاہ تھے۔ وہ بتدریج مطالعہ اور تجربات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ مسلمان ملت کے لیے ایسی جداگانہ تہذیب وتمدن کا مظاہرہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ زندگی کے تمام امور میں کامل آزادی سے بہرہ ور نہ ہوں۔ یورپ کی نشاۃ ثانیہ نے وہاں کی اقوام میں وطن پرستی اور وطن پرستی پر مبنی جمہوریت رائج کی۔ یہ جمہوریت سیکولرازم یعنی دینی تصورات سے بے نیاز طرز زندگی پر مبنی تھی۔ سیکولرازم سیکولر جمہوریت پروگراموں کی روشنی میں عام آبادی کی رائے تبدیل کرکے اکثریت کو اقلیت اور اقلیت کو اکثریت بناتی رہتی ہے۔ چنانچہ اس مغربی جمہوریت کے تصور کو بنیاد بنا کر انگریزوں نے ہندوستان میں بھی سیاست کا آغاز کردیا جس کے نتیجے میں انڈین نیشنل کانگرس وجود میں آئی جو خود بخود ملک کے حریت پسند سیاست دانوں کا پلیٹ فارم بن گئی۔

قائداعظم بھی ابتداء میں ہندوستان کی آزادی کے قائل اور جمہوریت پسند ہونے کی حیثیت سے کانگرس سے ہی وابستہ تھے۔ لیکن کانگرس میں ہندو اکثریت کے طرزِ عمل نے قائداعظم کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کردیا اور انہوں نے محسوس کرلیا کہ ہندوستان میں یورپ کی فضا نہیں ہے۔ یہ معاشرہ تصورات و پروگراموں کی بنا پر رائے بدل کر اکثریت کو اقلیت اور اقلیت کو اکثریت بنانے کی صلاحیت سے قاصر ہے۔ یہاں مغربی سیکولر جمہوریت کا تجربہ ایک ناکام تجربہ ہوگا۔ یہ طرزِ حکومت اکثریت کو ہمیشہ کے لیے غلبہ عطا کرے گا، جس میں اقلیت، ہمیشہ کے لیے اقلیت، محکوم اور تباہ حال رہے گی۔ قائداعظم اس احساس سے مجبور ہوکر اور سیاست سے بد دل ہوکر ہندوستان چھوڑ کر انگلستان چلے گئے، ان کے سامنے اس وقت تک دوسرا کوئی متبادل راستہ نہ تھا۔

انگلستان میں قیام کے دوران قائداعظم نے اسلام اور اس کے تصورِ سیاست کا مطالعہ کیا تو انہوں نے اندازہ کیا کہ رسول اکرم ﷺ کا دیا ہوا تصورِ قانون کس درجہ منصفانہ، بے خوف اور عدل پر مبنی ہے۔ انہوں نے سیرتِ رسول ﷺ کا مطالعہ کیا اور انہیں محسوس ہوا کہ دنیا کے سب سے بڑے انسان ایک اسلامی ریاست کے بانی تھے۔ چنانچہ اس مطالعہ کے بعد ان کے خیالات اسلامی تصور مملکت اور اسلامی تصور قانون کے بارے میں واضح تر ہوتے چلے گئے۔

اسی دوران ان سے علامہ محمد اقبالؒ نے خط وکتابت کا آغاز کیا اور ان کے سامنے اسلام کا تصورِ ریاست رکھا۔ انہوں نے ہندوستان میں مسلم ملت کا واحد حل اسلامی ریاست قرار دیا اور ساتھ ہی انہیں مجبور کیا کہ وہ ہندوستان واپس آکر اس مظلوم اور بے سہارا ملت کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔ چنانچہ جب وہ انگلستان سے واپس آئے تو وہ ایک بدلے ہوئے انسان تھے، جن کا نصب العین مکمل طور پر واضح تھا یعنی ایک اسلامی فلاحی ریاست کا قیام۔

وہ سیکولر جمہوریت کے تصورات کے تحت ہندو مسلم گروپوں کو ایک ہی قوم کے دو گروہ تسلیم نہیں کرتے تھے بلکہ ان دونوں گروہوں کے جداگانہ قومیں ہونے کے مدعی تھے، وہ فرماتے ہیں:

''ہم اس کے قائل ہیں اور ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہندو اور مسلم دو بڑی قومیں ہیں، جو قوم کی ہر تعریف اور معیار پر پورا اترتی ہیں۔ ہم دس کروڑ کی ایک قوم ہیں، مزید برآں ہم ایک ایسی قوم ہیں جو ایک مخصوص اور ممتاز تہذیب وتمدن، زبان و ادب، آرٹ، فنِ تعمیر، اقدار، قانونی احکام، اخلاقی ضوابط، رسم و رواج، تقویم، (کیلنڈر) تاریخ، روایات، رجحانات اور عزائم کی مالک ہے۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ زندگی اور اس کے متعلقات کے بارے میں ہمارا اپنا ایک امتیازی زاویہ نگاہ ہے اور بین الاقوامی قانون کی ہر دفعہ کے لحاظ سے ہم ایک قوم ہیں''۔

مسلمان علیحدہ تشخص کی حامل قوم

جب قیامِ پاکستان کی تحریک شروع ہوئی تو قائداعظم نے اس تحریک کے مختلف مراحل میں اپنے ان تصورات کا اظہار کیا:

۱۔ 21 نومبر 1945ء فرنٹیئر مسلم لیگ کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''ہم مسلمان پاکستان کا مطالبہ اس لیے کرتے ہیں کہ جہاں ہم صرف اپنے ضابطہ حیات، اپنے تہذیبی ارتقاء، اپنی روایات اور اسلامی قانون کے مطابق حکمرانی کرسکیں''۔

۲۔ 24 نومبر 1945ء کو تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''ہمارا دین، ہماری تہذیب اور ہمارے اسلامی تصورات وہ اصل طاقت ہیں جو ہمیں آزادی حاصل کرنے کے لیے متحرک کرتے ہیں''۔

۳۔ اسلامیہ کالج پشاور میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''مسلم لیگ ہندوستان کے ان حصوں کی آزاد ریاستوں کے قیام کی علمبردار ہے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے تاکہ وہاں وہ اسلامی قانون کے مطابق حکومت کرسکیں''۔

۴۔ 29 جون 1947ء کو سرحد کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے بیان دیا:

''خان برادران نے اپنے بیانات اور اخباری ملاقاتوں میں ایک اور زہر آلود شوشہ چھوڑا ہے کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی شریعت کے بنیادی اصولوں اور قرآنی قوانین سے انحراف کرے گی۔ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے''۔

۵۔ کراچی بار ایسوسی ایشن کی طرف سے دی گئی دعوت میں 26 جنوری 1948ء کو تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''میرے لیے وہ گروہ ناقابل فہم ہے جو شرارت سے یہ پروپیگنڈا کرتا ہے کہ پاکستان میں دستور شریعت کی بنا پر نہیں بنے گا''۔

الغرض قائداعظم پاکستان کی اسلامی ریاست ہونے کے بارے میں بہت واضح اور پرعزم تھے۔ انہوں نے تحریکِ پاکستان اسلامی ریاست کے قیام کے لیے ہی چلائی اور ہندوستان کی مسلم ملت نے اس خیال سے تحریکِ پاکستان کا ساتھ دیا کہ یہ ملک ایک اسلامی ریاست بنایا جائے گا۔ وہ مارچ 1940ء میں اگر یہ کہتے کہ پاکستان ہم لادینی نظریات کے فروغ کے لیے حاصل کرنا چاہتے ہیں اور پاکستان سے مراد اسلامی ریاست نہیں ہے تو قطعاً ممکن نہ تھا کہ ہندوستان کے دس

کروڑ مسلمان اتنی یکسوئی کے ساتھ ایک متحدہ پلیٹ فارم پر جمع ہوسکتے اور اتنی قربانیاں دینے پر آمادہ ہوتے۔

ریاست کے اہم ستون

قائداعظمؒ نے مسلمانوں کو تعمیرِ قوم کے لیے درج ذیل امور کی طرف راغب کیا۔ انہوں نے فرمایا:

''آیئے! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ تعمیرِ قوم کے لیے تین بڑے شعبے کون سے ہیں؟ جو ملک چلانے کے لیے ناگزیر ہیں:

۱۔ پہلا ستون تعلیم ہے۔ بغیر تعلیم آپ بالکل ویسی حالت میں ہیں جیسا کہ کل رات یہ پنڈال اندھیرے میں تھا لیکن تعلیم کے ساتھ آپ اس حالت میں ہوں گے جیسا کہ اب دن کے اس چکا چوند اجالے میں ہیں۔

قائداعظم نے 27 نومبر 1947ء کو کراچی میں منعقد ہونے والی پہلی کُل پاکستان تعلیمی کانفرنس کے موقع پر اپنے خطبہ صدارت میں قوم کی تعلیمی پالیسی کے خدوخال پر واضح روشنی ڈالی تھی۔ اس موقع پر آپ نے یہ بات زور دے کر کہی کہ:

''تعلیم اور صحیح قسم کی تعلیم'' کی اہمیت پر جتنا زور دیا جائے کم ہے۔ اگر ہم حقیقی معنوں میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو سنجیدگی کے ساتھ تعلیم کے مسئلے کو حل کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنی تعلیمی پالیسی اور پروگرام کی تشکیل ان خطوط پر کرنی چاہئے جو ہمارے قومی ذوق کے مطابق اور تاریخ و ثقافت سے ہم آہنگ ہوں''۔

۲۔ ریاست کا دوسرا اہم ستون یہ ہے کہ کوئی قوم بڑا کام نہیں کرسکتی جب تک وہ کاروبار، تجارت اور صنعت و حرفت کے میدانوں میں معاشی طور پر مستحکم نہ ہو۔

۳۔ استحکام ریاست کا تیسرا بڑا ستون یہ ہے کہ جب آپ علم کی روشنی سے منور ہوجائیں اور معاشی، تجارتی اور صنعتی اعتبار سے خود کو مضبوط اور مستحکم کرلیں تو آپ کو اپنے دفاع کے لیے تیار ہونا چاہئے۔ یعنی بیرونی جارحیت سے بچاؤ اور اندرونی امن و امان کو برقرار رکھنے کے لیے تدبیر کرنی چاہئے۔

قوم ان تین ستونوں پر کھڑی ہوتی ہے، کسی قوم کی طاقت اور عظمت کا اندازہ بھی اس بات سے ہوسکتا ہے کہ اس کے یہ تین ستون کتنے مضبوط ہیں اور قوم ان تینوں شعبوں میں کیا کارہائے نمایاں سرانجام دے رہی ہے۔ ملک سے محبت، لوگوں کے ساتھ بھلائی اور وطن عزیز کے استحکام کے لیے سرگرم عمل رہنا سب سے بڑی سعادت ہے''۔

۴۔ اقلیتوں کے حقوق کی طرف متوجہ کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

''پاکستان میں اقلیتوں کی پوری پوری حفاظت کی جائے گی۔ خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتی ہوں۔ ان کا مذہب عقیدہ اور ایمان پاکستان میں بالکل محفوظ و سلامت رہے گا۔ ان کی عبادات کی آزادی میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ ان کے مذہب، عقیدے، جان و مال اور ان کی ثقافت کا مناسب تحفظ ہوگا۔ وہ بلا لحاظ رنگ و نسل ہر اعتبار سے پاکستان کے شہری ہوں گے''۔

11 اگست پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''حکومت کا پہلا فریضہ امن و امان برقرار رکھنا ہے تاکہ مملکت کی جانب سے عوام کو ان کی زندگی، جائیداد اور مذہبی اعتقادات کی تحفظ کی پوری پوری ضمانت حاصل ہو۔

درج بالا سطور میں قائد کے افکار کی توجیح بڑی واضح طور پر سامنے آئی ہے کہ ان کے نزدیک ترقی کے لیے تعلیم، معاشی استحکام، مضبوط دفاع اور اقلیتوں سمیت اپنی رعایا کے حقوق کی حفاظت کا مسئلہ ہر لحاظ سے ایسا مینارۂ نور ہے کہ جن کے ذریعے کوئی قوم ترقی کرسکتی ہے۔

26 فروری کو امریکہ کے سفیر کی تقریر کے جواب میں فرمایا:

''پاکستان کے لوگ کسی ایسی چیز کے طالب نہیں ہیں جو ان کی اپنی نہ ہو۔ ہم دنیا کی تمام آزاد اقوام کے لیے دوستی اور خیر سگالی کے جذبات رکھنے کے علاوہ اور کسی بات کے خواہش مند نہیں ہیں۔ ہم پاکستانی تہیہ کرچکے ہیں کہ اب جبکہ ہم نے مدتوں کی کھوئی ہوئی آزادی حاصل کرلی ہے تو اب ہم نہ صرف اپنے پاکستان کو مستحکم اور خوشحال بنانے کی انتہائی جدوجہد کریں گے بلکہ بین الاقوامی امن و خوشحالی کے لیے بھی جہاں تک ہم سے ممکن ہوگا پوری اعانت کریں گے''۔

قائداعظم کی ہمت و حوصلہ، قانونی مہارت، تنظیمی صلاحیت اور دیانت داری آنے والی نسلوں کے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ ثابت ہوگی اور ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ❁❁❁

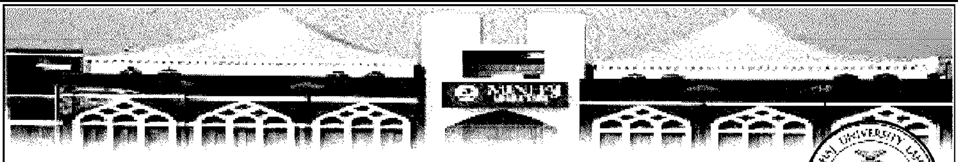

Science, reason and religion

منہاج یونیورسٹی لاہور کے زیر اہتمام بین الاقوامی کانفرنس

''مذہب سائنس سے جدا نہیں''

امریکا، برطانیہ، سکاٹ لینڈ، نائیجیریا، آسٹریلیا، سری لنکا کے سکالرز نے مقالہ جات پیش کیے

رپورٹ: عبدالحفیظ چودھری

26 اور 27 اکتوبر 2019ء کو منہاج یونیورسٹی لاہور کے زیر اہتمام Science,reason and religion کے موضوع پر بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی، کانفرنس میں امریکا، تھائی لینڈ، آسٹریلیا، سری لنکا، کینیڈا، نائیجیریا کے سکالرز، مختلف یونیورسٹیوں کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ شریک ہوئے اور انہوں نے اپنے اپنے مقالہ جات پیش کیے۔ کانفرنس کے افتتاحی سیشن میں صوبائی وزیر مذہبی امور و اوقاف صاحبزادہ سید سعید الحسن شاہ نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ کانفرنس سے پاکستان کی مختلف یونیورسٹیوں کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹس اور سکالرز نے بھی اظہار خیال کیا۔

بین الاقوامی مہمانوں نے طلبہ کے ساتھ بھی مختلف سیشنز منعقد کیے اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ منہاج یونیورسٹی لاہور کے بورڈ آف گورنرز کے ڈپٹی چیئرمین ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کانفرنس کے اختتام پر اعلامیہ پیش کیا۔ پہلے سیشن کے مہمان خصوصی چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے موضوع کی مناسبت سے اظہار خیال کیا۔ غیر ملکی مہمانوں کے اعزاز میں منہاج یونیورسٹی لاہور کی طرف سے گریٹر اقبال پارک میں عشائیہ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ غیر ملکی مہمانوں میں امریکہ سے ڈاکٹر چارلس ایم رامسے، جوزف پی گراسکے، برطانیہ سے ڈاکٹر ایلن ریز، تھائی لینڈ سے ڈاکٹر فارما بونجوے ڈوجے، نیوزی لینڈ سے وکرم سنگھ، نائیجیریا سے ڈاکٹر شعیبو عمر گوکارو، کینیڈا سے ڈاکٹر ایم ممتاز خان، سکاٹ لینڈ سے فلپ ڈیونسن پیٹرز، آسٹریلیا سے ڈاکٹر ہرمن روبوک، سری لنکا سے ڈاکٹر شانتی لال نے مقالہ جات پیش کیے۔

☆ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اپنے خطاب میں کہا کہ انسان قرآن کا مرکزی مضمون اور موضوع ہے، یہی مضمون سائنس کا ہے، تعلیم کے بغیر مذہب کے پیغام اور ہدایت کی روح کو جاننا ممکن نہیں ہے۔ تعلیم حقائق تک رسائی کی پہلی سیڑھی ہے۔ سائنس، منطق اور مذہب ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، انہیں جدا کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ مذہب واضح کرتا ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہے، سائنس کے علم کے بغیر ہم اللہ کی قائم کردہ حدود و قیود اور کائنات کے راز نہیں پا سکتے۔ مذہب علم اور سائنس سے ہرگز متصادم نہیں ہے، سائنس آج الہامی دعوؤں کی توثیق کرتی نظر آتی ہے۔ قرآن قیامت تک کے لیے ذریعہ رہنمائی اور ہدایت ہے، قرآن میں سائنسی علوم اور حقائق پر بڑی تفصیل کے ساتھ مضامین رقم ہوئے ہیں۔ قرآن میں انسانی جسم کے کیمیائی ارتقاء، حیاتیاتی ارتقا، رحم مادر میں بچے کی تخلیق اور پرورش، بچے کے تخلیقی اور تدریجی مراحل، رحم مادر میں جنس کا تعین، حواس خمسہ، فنگر پرنٹس کی تخلیق کی حکمت کائنات کی تخلیق کے سائنسی پہلو، زمین و آسمان کی

تخلیق کے سائنسی پہلو، علم الطبیعات، علم فلکیات، موسمیات، نباتات، علم حیوانات، ماحولیات جیسے موضوعات بڑی فصاحت کے ساتھ شامل ہیں۔

بین الاقوامی کانفرنس سے صوبائی وزیر مذہبی امور صاحبزادہ سید سعید الحسن شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں Science,reason and religion کے اہم ترین موضوع پر بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کرنے پر منہاج یونیورسٹی لاہور کے ڈپٹی چیئرمین ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اور انکی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مشرق ومغرب سے اس کانفرنس میں شرکت کیلئے جو سکالرز تشریف لائے ہیں انہیں بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔ سائنس اور مذہب کا آپس میں گہرا تعلق ہے، آج کی جدید سائنس اور ایجادات کو دین اسلام سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ سائنس اسلام سے الگ نہیں ہے بلکہ قرآن وحدیث میں 14 سو سال قبل جو دعوے کئے گئے جدید سائنس ان دعوؤں کی توثیق کر رہی ہے۔

جدید سائنس اور طب کی کوئی ایسی برانچ نہیں جس کے بارے میں قرآن مجید سے رہنمائی میسر نہ آتی ہو۔ دریاؤں، سمندروں، پہاڑوں، اثمار و شجر، معدنیات، آثار قدیمہ سمندر میں پائی جانیوالی قیمتی دھاتوں اور زندگی کے بارے میں اللہ رب العزت 14 سو سال قبل پردہ اٹھا چکا ہے۔ آج قوموں کی خوشحالی کا دارو مدار زیر زمین سمندری خزانوں پر ہے۔ اسی طرح موسمیات، پانی سے زندگی کی ابتداء اور علم الفلکیات کے وہ حقائق جو سائنس آج معلوم کر رہی ہے، ان حقیقتوں کو 14 سو سال قبل قرآن بیان کر چکا ہے۔ عقل سلیم جس قدر سائنسی اعتبار سے آگے بڑھے گی قدرت کے کرشمے اس پر آشکار ہوتے چلے جائیں گے۔

☆ ڈاکٹر چارلس ہرمسے نے اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجھ سے قبل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے جن قرآنی موضوعات کا ذکر کیا میں اس سے اتفاق کرتا ہوں، مجھے اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی عار نہیں کہ سائنس یورپ، برطانیہ، امریکہ، چین یا آکسفورڈ سے نہیں آئی بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ نصابی سطح پر سائنس کی فکر مغرب کو اسلام سے ملی۔ مجھے اس بات پر بھی خوشی ہے کہ منہاج یونیورسٹی بین الاقوامی مکالمہ کے حوالے سے ایک اہم سٹیج ہے۔ یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے، انہوں نے اہم کانفرنس کے انعقاد پر منہاج یونیورسٹی لاہور کی ایڈمنسٹریشن کو مبارکباد بھی دی۔

☆ افتتاحی سیشن کے اختتام پر پینل ڈسکشن میں ورلڈ کونسل آف سکھ افیئر نیوزی لینڈ سے وکرم سنگھ سیوک، ڈاکٹر فارما نے بھی حصہ لیا، منہاج القرآن کے مرکزی قائدین بریگیڈیئر(ر) اقبال احمد خان، خرم نواز گنڈاپور، جی ایم ملک، سہیل احمد رضا، سید امجد علی شاہ کے علاوہ سابق صوبائی وزیر میاں عمران مسعود، بیرسٹر عامر حسن، زینب عمیر، انجم حمید، بیرسٹر عامر حسن، شیخ اسلم قادری بھی مدعو تھے۔

☆ اختتامی سیشن سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کہا کہ ہر مذہب کے پیروکار کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مذہب کی حقیقی تعلیمات کو فروغ دے، اللہ تعالیٰ تدبر اور غور وفکر سے کام لینے والے مفکر کی رہنمائی کرتا ہے، قرآن صراط مستقیم ہے، قرآن میں سوچ و بچار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور تجسس کرنا انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ دنیا میں امن قائم کرنا ہر مذہب کے سچے پیروکاروں کی اولین ذمہ داری ہے۔ قرآن پاک ان تمام لوگوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے جو اس کتاب برحق پر پختہ یقین رکھتے ہیں، انسانی ذہن کو ہر وقت نئی ایجادات کو قبول کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے بین الاقوامی مہمانوں اور مندوبین کا کانفرنس میں شرکت پر شکریہ ادا کیا۔ وائس چانسلر ڈاکٹر محمد اسلم غوری، پرو وائس چانسلر ڈاکٹر محمد شاہد سرویا، کانفرنس کے کنوینیئر ڈاکٹر خرم شہزاد، ڈائریکٹر مارکیٹنگ رابعہ علی نے یونیورسٹی آمد پر مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

Conference on Science, Reason & Religion (26th & 27th October)

The distinctive and exclusive conference provided the participants with an opportunity to interact with National & International speakers for sharing and discussions of current status, trends, research, directions, issues and challenges to serve the community at large. It provided an immense opportunity of learning for those who cannot afford to go abroad and thus avail grand opportunity to learn by being in their own country.

Religion is purely emotional, and Islam is the only religion without any Shadow of Doubt. Religion cannot be understood without Science. Creation of human being is subject matter to believe in religion leading to Human Science with Reasoning"

These words of wisdom were uttered by Dr Hassan Mohi Mohi -ud Qadri Chairman Supreme Council Minhaj ul Quran international.

"Religion is the ultimate truth to seek the pleasure of Divine. We have to shun nasty attributes for seeking intuition from Almighty." these conferences are an immense instrumental tool of learning for participants by way of public relations with international scholars. Knowledge extracted from such conferences is not benefiting the university alone but serve as a reference for posterity," Stated by Dr Hussain Mohi-ud- Din Qadri, Deputy Chairman BOG MUL.

Ch. Shamshad Ahmad, the veteran Pakistani Diplomate lauded the efforts of Minhaj University Lahore for organizing such a productive conference where without discrimination international scholars from all religions are invited to express their point of view with freedom of expression.

Prof.Dr.Fazal Ahmad Khalid, Chairman Higher Education Commission, "these conferences provide golden opportunity to learn from reputable international personalities."

Mian Imran Masood, Vice-Chancellor, University of South Asia. He said that such conferences get-together of International speakers provides an opportunity to strengthen the bilateral ties between the different countries.

Mr.Rabbi Herschel Gluck. Chairman & Founder of Jewish Forum, United Kingdom stated that it is a matter of immense pleasure for me that even being Jewish I am invited to this conference. This gesture would foster rich diplomatic ties with the Jewish community of the world with Pakistan.

Dr. Alan Race, Chair & Editor in -Chief of Interreligious Insight, UK He said," human beings are the vicegerent of God. It is only humans who have the power to contemplate so it is our moral obligation to create peace in this world."

Dr Charles M. Ramsey from USA life is all process of learning and it is faith which aspires to learn through Science and Reasoning by believing in Religion.

Dr Muhammad Aslam Ghauri Vice-Chancellor Minhaj University Lahore said," Indeed this conference would provide an opportunity for the participants to understand and differentiate the complex relationship between science, religion, and social and cultural undertakings.

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ یونان

اسلام امن، محبت، رواداری کا ضابطہ حیات ہے

منہاج القرآن کی قیادت خدمتِ دین کے لیے شب و روز کوشاں ہے

تحریک اس پرفتن دور میں اصلاحِ معاشرہ و اتحادِ امت کے پیغام کو عام کر رہی ہے

رپورٹ: جی ایم ملک (ڈائریکٹر فارن افیئرز)

گذشتہ ماہ 17 اکتوبر تا 21 اکتوبر 2019ء چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے یونان کا خصوصی وزٹ کیا۔ اس وزٹ کے دوران آپ نے متعدد پروگرامز میں شرکت کی۔ یونان میں آپ کی مصروفیات کی اجمالی رپورٹ نذرِ قارئین ہے:

۱۔ مورخہ 17 اکتوبر ایتھنز ایئر پورٹ پر MQI یونان کی مرکزی قیادت اور ذیلی مراکز کے عہدیداران کی کثیر تعداد نے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین کا فقید المثال استقبال کیا گیا۔

۲۔ 17 اکتوبر کو MQI یونان کے ذیلی مرکز کروپی کے عہدیداران اور کارکنان سے خصوصی ملاقات میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے تربیتی گفتگو فرمائی۔

۳۔ منہاج القرآن اسلامک سینٹر ریندی میں ایک عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں نیشنل ایگزیکٹو کونسل یونان اور ذیلی مراکز کے صدور و ناظمین سمیت یورپ سے آئے ہوئے مہمانانِ گرامی محمد اقبال وڑائچ، ڈاکٹر چن نصیب، فیض عالم قادری شریک ہوئے۔ اس موقع پر منہاج القرآن انٹرنیشنل کے 39 ویں یوم تاسیس کا کیک کاٹا گیا۔ اس موقع پر محترم ڈاکٹر صاحب نے منہاج القرآن کے مقاصد اور بین الاقوامی سطح پر کارکردگی کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

۴۔ 18 اکتوبر یونان میں سرکاری سطح پر بننے والی مسجد کا وزٹ کیا اور وزارت مذہبی امور یونان کی سیکرٹری اور مسجد کمیٹی کے ممبران سے ملاقات اور تفصیلاً تبادلہ خیال ہوا۔ اس موقع پر وزارتِ مذہبی امور کی جانب سے مسجد کے افتتاح کے موقع پر ہونے والی تقریب میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو خصوصی دعوت دی گئی۔

۵۔ MQI یونان کے ذیلی مرکز برہامی میں محترم ڈاکٹر صاحب نے ''قرآن اور صاحب قرآن'' کے موضوع پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۶۔ بروز جمعہ بعد نماز عصر ویمن لیگ یونان کے ساتھ خصوصی نشست کا اہتمام تھا جس میں آپ نے تربیتی گفتگو فرمائی۔

۷۔ بروز جمعہ بعد نماز مغرب ذیلی مرکز الف سینا منہاج القرآن یونان کے تمام عہدیداران، کارکنان اور وابستگان سے خصوصی ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر محترم ڈاکٹر صاحب نے علمی، فکری اور تنظیمی حوالے سے خصوصی گفتگو فرمائی۔

۸۔ بروز ہفتہ 19 اکتوبر ذیلی مرکز منہاج القرآن تھیوا کا خصوصی وزٹ کیا اور ''شان مصطفیٰ ﷺ'' پر گفتگو فرمائی۔

۹۔ نماز مغرب ذیلی مرکز منہاج القرآن انوفیتا میں ادا کی۔ خصوصی خطاب فرمایا اور تنظیمی افراد سے خصوصی ملاقات کی۔

۱۰۔ ایتھنز کے ایک مقامی ہوٹل میں منہاج نعت کونسل یونان کے ساتھ خصوصی نشست ہوئی جس میں محترم ڈاکٹر صاحب نے تربیتی گفتگو فرمائی۔

۱۱۔ 20 اکتوبر بروز اتوار 24 ویں سالانہ میلاد کانفرنس کے موقع پر محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے حسنِ خلق کے موضوع پر روح پرور خطاب فرمایا۔ اس پروگرام میں تمام سیاسی سماجی، مذہبی تنظیمات، تمام مکاتب فکر، الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا سمیت تمام صحافی برادری

بھی موجود تھی۔ سفارتخانہ پاکستان ایتھنز سے کونسلر ایمگریشن صفی اللہ جوکھیو نے بھی اس پروگرام میں خصوصی شرکت فرمائی۔

پروگرام کے بعد محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے میڈیا کے ساتھ خصوصی گفتگو فرمائی۔

☆ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے حالیہ دورہ یونان سے منہاج القرآن کی جملہ علمی، روحانی، فکری اور تنظیمی سرگرمیوں کے حوالے سے کارکنان کی حوصلہ افزائی ہوئی اور آئندہ کے اہداف کے حوالے سے بھی رہنمائی میسر آئی۔

چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے دورہ یونان کے دوران ''اسلام دین رحمت'' کے موضوع کو اپنی گفتگو کا حصہ بنایا۔ تحریک منہاج القرآن پوری دنیا کے مسلم اور غیر مسلم معاشروں کو یہ پیغام دے رہی ہے کہ اسلام امن، محبت، رواداری اور اخلاقیات کا پیامبر ضابطہ حیات ہے، اس کا انتہا پسندی، دہشت گردی اور بدامنی سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ فساد فی الارض پھیلانے والوں کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نمٹنے کی ترغیب دیتا ہے۔ انہوں نے اپنے خطابات ،پیغامات اور گفتگو میں کہا کہ دین اسلام کی پہلی اصطلاح اسلام ہے جس کا مطلب سلامتی ہے۔ سلامتی اس وقت اپنے ثمرات ظاہر کرتی ہے جب اسلام کی پوری کی پوری تعلیمات کو ہم اپنے روز و شب اور معمولات کا حصہ بنا لیں گے۔ ایسا نہیں ہے کہ کسی بھی نظریے کی ادھوری تعلیمات پر عمل کر کے پورے نتائج حاصل کیے جا سکیں۔ اس لیے اللہ رب العزت نے سورہ البقرہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ تم اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اسلام میں پورے پورے داخل ہونے کا تصور یہ ہے کہ آپ نماز پڑھیں لیکن جھوٹ مت بولیں، نماز پڑھیں لیکن سود خوری مت کریں، نماز پڑھیں لیکن وعدہ خلافی سے دور رہیں، بہتان، تہمت ،بے حیائی ،ہرزہ سرائی سے دور رہیں، نماز پڑھیں لیکن اس کے ساتھ یتیموں کے حق کی حفاظت کریں، کاروباری لین دین میں شفافیت اختیار کریں، کسی کو ناحق مت ستائیں، نماز پڑھیں لیکن والدین ،عزیز و اقارب، دوست، احباب اور ہمسایوں کے حقوق کو غصب نہ کریں۔ اسلام محض عبادات کی ترغیب نہیں دیتا بلکہ معاشرتی اصلاح ،نیکی کے فروغ اور امن کے قیام پر بھی زور دیتا ہے۔

تحریک منہاج القرآن اس پرفتن دور میں اصلاحِ احوال،علم و امن کے فروغ اور اتحادِ امت کے پیغام کو عام کرنے والی وہ واحد تحریک ہے جس نے اعمالِ صالح کی تحریک پیدا کرنے کے لیے تحریری اور تقریری سطح پر قابل ذکر خدمات انجام دی ہیں۔ اس ضمن میں بیرونی دنیا میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صدر منہاج القرآن ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اور دنیا بھر کی مسلم خواتین کی تربیت واصلاح کے حوالے سے عرصہ دراز سے محترمہ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری اپنا اسلامی، ملی، قومی کردار ادا کر رہی ہیں۔ تحریک منہاج القرآن کی قیادت نہ صرف بیرون ملک بلکہ پاکستان میں بھی ان کے شب و روز کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہوتا جس میں وہ خدمتِ دین کے لیے اپنا حصہ نہ ڈال رہی ہو۔ اس کے علاوہ تحریک منہاج القرآن کی نظامت تربیت، علماء کونسل، نظامتِ دعوت،منہاج القرآن یوتھ لیگ، مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کے ذمہ داران سالہا سال اندرون ملک پاکستان بھر کے شہروں ،دیہات اور گلی کوچوں میں جا کر اصلاح احوال اور اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے اپنا دعوتی کردار ادا کرتے رہتے ہیں۔ یوتھ لیگ نے سٹڈی سرکل، مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ نے شرح خواندگی میں اضافہ کے لیے عظیم الشان اور فقید المثال اپنا عملی، دعوتی کردار ادا کیا ہے۔ اسی طرح منہاج القرآن ویمن لیگ اپنا شایان شان کردار ادا کر رہی ہے اور ملک بھر کی خواتین کو ایمانیات، عبادات، اخلاقیات کے زریں اصولوں اور تعلیمات کے قریب لا رہی ہیں۔ حال ہی میں منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان نے میلاد مہم کا ایک عظیم الشان پروگرام ترتیب دیا ہے جس کے تحت ملک بھر میں 3 ہزار ایسی میلاد محافل کا اہتمام کیا جائے گا جس میں صرف خواتین شریک ہوں گی اور اس پروگرام کے تحت بچوں میں مصطفوی کردار پیدا کرنے کے لیے 5 سو بچوں کی میلاد کی محافل منعقد کی جائیں گی اور بچوں کی محافل میلاد کے اس پروگرام کو ویمن لیگ ایگرز کی طرف سے آرگنائز کیا جا رہا ہے۔

موضوعاتی اشاریہ ماہنامہ منہاج القرآن سال 2019ء

۱۔ عظمت و مقام مصطفیٰ ﷺ اور سیرت النبی ﷺ

القرآن: معراج النبی ﷺ: جملہ لطائف و ظاہر و باطن کی معراج کا سفر	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	مارچ 2019ء
القرآن: قدر شناسیٔ مصطفیٰ ﷺ اور ادب رسالت کے تقاضے	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	نومبر 2019ء
حضور ﷺ کی خوشنودی میں اللہ کی خوشنودی ہے	ڈاکٹر حافظ محمد سعداللہ	نومبر 2019ء
’’الازہر‘‘ کے دیس میں ماہِ ربیع الاول	ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری	نومبر 2019ء

۲۔ اصلاحِ احوال

القرآن: حصولِ ہدایت کی اوّلین شرط: تقویٰ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	اپریل 2019ء
القرآن: تقویٰ کے انفرادی و اجتماعی زندگی پر اثرات	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	مئی 2019ء
القرآن: کیفیاتِ قلبی اور برکاتِ صحبت	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	جون 2019ء
اصلاحِ احوال اور روحانی امراض کا علاج	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	جون 2019ء
القرآن: نفس کی پہچان اور اصلاح	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	جولائی 2019ء
القرآن: اللہ کی قربت کا احساس ہدایت کی ابتدا ہے	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	اکتوبر 2019ء
القرآن: محبتِ اولیاء اتباع اور استقامت سے مشروط ہے	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	دسمبر 2019ء

۳۔ تعلیماتِ اسلام

القرآن: دعا اور آداب، دعا	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	جنوری 2019ء
(اداریہ) ناقص تفتیش، جھوٹی گواہی، نظامِ عدل اور احکاماتِ ربّانی	چیف ایڈیٹر	مارچ 2019ء
فقہ کیا ہے اور فقیہ کون؟	منظر الاسلام ازہری	جون 2019ء
القرآن: قربانی کے مقاصد اور معیارِ قبولیت	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	اگست 2019ء
عوام کی بنیادی ضروریات اور اسلامی تعلیمات	ڈاکٹر حافظ محمد سعداللہ	ستمبر 2019ء
خدمتِ خلق کی ضرورت و اہمیت	ڈاکٹر علی اکبر الازہری	اکتوبر 2019ء
عجز و انکساری اور صبر و رضا کی فضیلت	علامہ غلام مرتضیٰ علوی	اکتوبر 2019ء
صبر کی ضرورت و اہمیت	عین الحق بغدادی	نومبر 2019ء

۴۔ فضائل ایام/ رمضان المبارک/ اعتکاف

فضیلتِ شب برأت اور معمولاتِ نبوی ﷺ	حافظ ظہیر احمد الاسنادی	اپریل 2019ء
روزہ کی حفاظت کیونکر ممکن ہے؟	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	مئی 2019ء
جود وسخا اور باطنی اصلاح کا موسم	محمد یوسف منہاجین	مئی 2019ء
رمضان، اعتکاف اور لیلۃ القدر	علامہ غلام مرتضیٰ علوی	مئی 2019ء
رمضان المبارک میں آنے والے مبارک ایام کا تذکرہ	ڈاکٹر شفاقت علی بغدادی	مئی 2019ء

۵۔ خلفاء راشدین/ صحابہ کرام

پیکرِ نور و حیا۔۔ حضرت عثمان بن عفانؓ	ڈاکٹر محمد زہیر احمد صدیقی	اگست 2019ء

۶۔ شہادت امام حسین/ اہل بیت اطہار علیہم السلام

القرآن: فضائلِ اہلِ بیت اطہارؓ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	ستمبر 2019ء
امامِ حسینؓ نے اطاعت و بندگی کا حق ادا کردیا	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	ستمبر 2019ء

۷۔ فقہی سوالات

الفقہ: اسلام میں قضا و قدر کا تصور	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	جنوری 2019ء
الفقہ: نماز عابد و معبود کے درمیان قرب کا ذریعہ	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	مارچ 2019ء
الفقہ: نظرِ بد کی حقیقت اور لباسِ شرعی کی حدود و قیود	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	اپریل 2019ء
الفقہ: بچوں کی تربیت کے شرعی احکامات	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	جون 2019ء
الفقہ: ایک مکتبہ فقہ کی تقلید کیوں ضروری ہے؟	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	جولائی 2019ء
الفقہ: عشرہ ذوالحجہ اور حج کی فضیلت و اہمیت	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	اگست 2019ء
الفقہ: نوجوان نسل ایمان کی تاثیر سے محروم کیوں؟	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	ستمبر 2019ء
الفقہ: مکرہ کی زبانی طلاق کے احکامات	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	اکتوبر 2019ء
الفقہ: محافلِ میلاد اور جلوسِ میلاد: اہتمام اور تقاضے	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	نومبر 2019ء
الفقہ: مزارات پر پھول چڑھانے اور چراغاں کرنے کا حکم	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	دسمبر 2019ء

۸۔ دعوت/ تربیت

خدمتِ دین کے تقاضے اور ہمارا کردار	ڈاکٹر حسن محی الدین قادری	مارچ 2019ء
اقوام و ملل کی حیاتِ ثلاثہ	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	مارچ 2019ء
سوشل میڈیا ایکٹیوسٹ کی ذمہ داریاں	فرخ شہزاد	مارچ 2019ء
اختلاف انسانی فطرت کا خاصہ اور کائنات کا اصل حسن ہے	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	اپریل 2019ء
نوجوان نسل کی تربیت: فکرِ اقبال کی روشنی میں	ڈاکٹر طاہر حمید تنولی	اپریل 2019ء
ذرائع ابلاغ کا کردار اور ذمہ داریاں	ڈاکٹر محمد نعیم انور نعمانی	اگست 2019ء

۹۔ تعلیم/ نصاب تعلیم/ نظام تعلیم

آدابِ حصولِ علم	ڈاکٹر حسن محی الدین قادری	جون 2019ء
علم کے فروغ میں MES کا کردار	راشد حمید کلیامی	ستمبر 2019ء
کتاب اور خطاب کے کلچر کے فروغ کے لیے سٹڈی سرکل کا آغاز	مظہر محمود علوی	ستمبر 2019ء

۱۰۔ شخصیات

تحریک منہاج القرآن کی خشتِ اول۔ ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ	سبط جمال پٹیالوی	فروری 2019ء
حضرت فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ: حیات وسیرت	محمد فاروق رانا	جون 2019ء
قدوۃ الاولیاء حضور پیر صاحبؒ۔ حیات و تعلیمات	خصوصی تحریر	جولائی 2019ء
(اداریہ) جون کے مہینے سے جڑی تلخ یادیں اور عدنان جاوید	چیف ایڈیٹر	اگست 2019ء
محترم عدنان جاویدؒ کا انتقالِ پُر ملال	قاضی فیض الاسلام	اگست 2019ء
شیخ الاسلام اور مرکزی قائدین کا عدنان جاوید کو خراج عقیدت	خصوصی رپورٹ	اگست 2019ء
اقبالؒ اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	نومبر 2019ء
حضور سیدنا غوث الاعظمؓ۔ حیات و تعلیمات	پروفیسر محمد الیاس اعظمی	دسمبر 2019ء

قائداعظمؒ کا تصورِ پاکستان	محبوب حسین	دسمبر2019ء

۱۱۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری (شخصیت و خدمات)

(اداریہ) رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن“	چیف ایڈیٹر	فروری2019ء
قرآنی علوم کے فروغ میں شیخ الاسلام کا کردار	محمد افضل قادری	فروری2019ء
تغیّر الاحکام بتغیر الزمان پر شیخ الاسلام کا موقف	عین الحق بغدادی	فروری2019ء
2018ء میں شائع ہونے والی شیخ الاسلام کی کتب کا تعارف	محمد فاروق رانا	فروری2019ء
شانِ اہلِ بیتؓ اور شیخ الاسلام کی علمی و فکری خدمات	محمد فاروق رانا	فروری2019ء
سیاسی قائدین، صحافی و دانشور حضرات اور علماء کا شیخ الاسلام کو خراج تحسین		فروری2019ء
فروغِ تعلیماتِ اسلام میں شیخ الاسلام کا جدید ذرائع سے استفادہ	ثناء اللہ طاہر	فروری2019ء
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی علمی بصیرت کو سلام	محمد حسن جنجوعہ	فروری2019ء
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی فلاحی خدمات	سید امجد علی شاہ	فروری2019ء
مجددِ وقت کی حکمت و بصیرت	شبیر حسین دیو	فروری2019ء
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قیام امن کیلئے عالمگیر کاوشیں	عین الحق بغدادی	اپریل2019ء
شیخ الاسلام کی او آئی سی کانفرنس میں شرکت اور خصوصی خطاب	نوراللہ صدیقی	مئی2019ء
شیخ الاسلام کی نئی آنے والی کتب کا تعارف	محمد فاروق رانا	جولائی2019ء
Unique Features of the Qur?ānic Encyclopædia	محمد فاروق رانا	اکتوبر2019ء
36 ویں عالمی میلاد کانفرنس کے موقع پر شیخ الاسلام کی نئی آنے والی کتب	محمد فاروق رانا	دسمبر2019ء

۱۲۔ تحریک منہاج القرآن/PAT

(اداریہ) شیخ الاسلام کا عملی سیاست سے ریٹائرمنٹ کا اعلان	چیف ایڈیٹر	اکتوبر2019ء
تحریک منہاج القرآن کے امتیازات	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	اکتوبر2019ء
عملی سیاست سے ریٹائرمنٹ کا اعلان، ایک نئی روایت قائم	خصوصی رپورٹ	اکتوبر2019ء
(اداریہ) پاکستان عوامی تحریک کا اعلیٰ سطحی اجلاس اور آئندہ کا لائحہ عمل	چیف ایڈیٹر	دسمبر2019ء

۱۳۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن

(اداریہ) نئی جے آئی ٹی، سپریم کورٹ کا فیصلہ اور شیخ الاسلام کے دلائل	چیف ایڈیٹر	جنوری2019ء
(اداریہ) سانحہ ماڈل ٹاؤن: ”اشرافیہ“ خود کو قانون سے بالاتر سمجھتی تھی	چیف ایڈیٹر	اپریل2019ء
(اداریہ) او آئی سی کی قرارداد۔ اجلاس مجلسِ شوریٰ۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن	چیف ایڈیٹر	مئی2019ء
(اداریہ) شہدائے ماڈل ٹاؤن کی 5 ویں برسی اور نظامِ عدل	چیف ایڈیٹر	جون2019ء
سانحہ ماڈل ٹاؤن: قانونی جدوجہد، ایک جائزہ	نعیم الدین چودھری	جون2019ء
شہدائے ماڈل ٹاؤن کا انصاف: سیاسی رہنماؤں کا عزم	نوراللہ صدیقی	جون2019ء
(اداریہ) شہدائے ماڈل ٹاؤن کی 5ویں برسی، قرآن خوانی کی تقاریب	چیف ایڈیٹر	جولائی2019ء
شہدائے ماڈل ٹاؤن کی پانچویں برسی۔ شیخ الاسلام کا خطاب	خصوصی رپورٹ	جولائی2019ء
(اداریہ) 2014ء کا دھرنا شہدائے ماڈل ٹاؤن کو انصاف دلوانے کیلئے تھا	چیف ایڈیٹر	نومبر2019ء

۱۴۔ تحریکی فورمز/ نظامتیں/ شعبہ جات

نظامتِ تربیت تحریک منہاج القرآن: سرگرمیاں	غلام مرتضیٰ علوی	مارچ2019ء

منہاج حلال سرٹیفکیشن: ایک تعارف	خصوصی رپورٹ	جون2019ء
المواخات اسلامک مائیکرو فنانس پراجیکٹ کی افتتاحی تقریب	رپورٹ: آفتاب احمد خان	جولائی2019ء
کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز۔ ایک تعارف	رپورٹ: شہباز احمد طاہر	جولائی2019ء

۱۵۔ تحریکی سرگرمیاں (اندرون و بیرون ملک)

رپورٹ: تقریبِ رونمائی قرآنی انسائیکلو پیڈیا	محمد یوسف منہاجین	جنوری2019ء
35 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس2018ء	رپورٹ	جنوری2019ء
کانووکیشن منہاج یونیورسٹی لاہور2018ء (رپورٹ)	طاہر شکیل	جنوری2019ء
منہاج انسٹیٹیوٹ برائے قرآت وتحفیظ القرآن کی تقریب تقسیم اسناد	محمد عباس نقشبندی	جنوری2019ء
منہاج یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام دوسری عالمی معاشی کانفرنس	شکیل طاہر	فروری2019ء
محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ یورپ	خصوصی رپورٹ	اپریل2019ء
قرآنی انسائیکلو پیڈیا: تقریبات میں ڈاکٹر حسین محی الدین کی شرکت	خصوصی رپورٹ	اپریل2019ء
قائد ڈے کے موقع پر مرکزی تقریبات	خصوصی رپورٹ	اپریل2019ء
شہر شہر قرآنی انسائیکلو پیڈیا کی تعارفی تقریبات	ریاست علی چدھڑ	اپریل2019ء
قرآنی انسائیکلو پیڈیا تقریبات میں ڈاکٹر حسن محی الدین کی شرکت	شہباز طاہر	مئی2019ء
MWF کے زیر اہتمام اجتماعی شادیاں	عبدالحفیظ چودھری	مئی2019ء
شہرِ اعتکاف 2019ء (رپورٹ)	محمد یوسف منہاجین	جولائی2019ء
رپورٹ: عرس مبارک حضرت فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ	علامہ عبدالقدیر قادری	اگست2019ء
مانچسٹر میں قرآنک انسائیکلو پیڈیا کی تقریبِ رونمائی	نوراللہ صدیقی	ستمبر2019ء
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ ڈنمارک	رپورٹ	ستمبر2019ء
ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا دورہ ساؤتھ افریقہ	خصوصی رپورٹ	نومبر2019ء
منہاج یونیورسٹی: لائبریری سائنسز و نالج اکانومی پر انٹرنیشنل کانفرنس	خصوصی رپورٹ	نومبر2019ء
MWF: زلزلہ متاثرین کی مدد و بحالی کیلئے کاوشیں	سید امجد علی شاہ	نومبر2019ء
36 ویں عالمی میلاد کانفرنس 2019ء	رپورٹ: محبوب حسین	دسمبر2019ء
منہاج یونیورسٹی: عالمی کانفرنس	رپورٹ	دسمبر2019ء
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ یونان	رپورٹ	دسمبر2019ء

۱۶۔ پاکستانیات

23 مارچ یوم پاکستان: قائداعظم کا تصورِ پاکستان	ڈاکٹر صفدر محمود	مارچ2019ء
نظریۂ پاکستان کا اسلامی اور روحانی پسِ منظر	ڈاکٹر محمد عمران انور نظامی	اگست2019ء
(اداریہ) جمہوریت کا عالمی دن، پاکستان اور تصورِ ریاست مدینہ	چیف ایڈیٹر	ستمبر2019ء

۱۷۔ متفرق

خصوصی ہدایات برائے معتکفین۔ شہرِ اعتکاف ۲۰۱۹ء		مئی2019ء
''اسلامی اخلاقیات تجارت'' پر تبصرہ	ظہیر انجم	ستمبر2019ء
بچوں کا استحصال ایک معاشرتی المیہ	نوراللہ صدیقی	نومبر2019ء
ہدایات برائے میلاد مہم 2019ء		نومبر2019ء

منہاج یونیورسٹی لاہور کے زیراہتمام بین الاقوامی کانفرنس

چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ یونان

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
DEC-2019
LAHORE
Regd CPL No.41

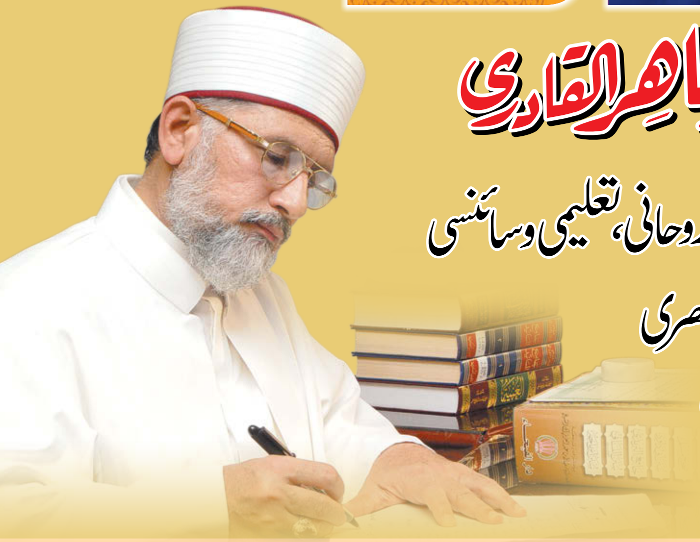

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی
فقہی و قانونی، انقلابی و فکری اور عصری
موضوعات پر 596 کتب